هفت روزه

انٹرنیشنل

الفضل

مدیر أعلیٰ نصیر أحمد قمر

جلد ۲ جمعۃ المبارک یکم دسمبر ۱۹۹۵ء شمارہ ۴۸

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

تزکیہ اخلاق اور نفس کا نہیں ہو سکتا

جب تک کہ کسی مزکی نفس انسان کی صحبت میں نہ رہے

"نہایت ہی بدقسمت ہے وہ انسان جو حق کی طلب میں نکلے اور پھر حسن ظن سے کام نہ لے۔ ایک گلگو ہی کو دیکھو کہ اس کو مٹی کا برتن بنانے میں کیا کچھ کرنا پڑتا ہے۔ دھوبی ہی کو دیکھو کہ وہ ایک ناپاک اور میلے کچیلے کپڑے جب صاف کرنے لگتا ہے تو کس قدر کام اس کو کرنے پڑتے ہیں۔ کبھی کپڑے کو بھٹی پر چڑھاتا ہے، کبھی اس کو صابن لگاتا ہے۔ پھر اس کی میل کچیل کو مختلف تدبیروں سے نکالتا ہے۔ آخر وہ صاف ہو کر سفید نکل آتا ہے اور جس قدر میل اس کے اندر ہوتی ہے سب نکل جاتی ہے۔ جب ادنیٰ ادنیٰ چیزوں کے لئے اس قدر صبر سے کام لینا پڑتا ہے۔ تو پھر کس قدر نادان ہے وہ شخص جو اپنی زندگی کی اصلاح کے واسطے اور دل کی غلاظتوں اور گندگیوں کو دور کرنے کے لئے یہ خواہش کرے کہ یہ پھونک مارنے سے نکل جائیں اور قلب صاف ہو جائے۔

یاد رکھو اصلاح کے لئے صبر شرط ہے۔ پھر دوسری بات یہ ہے کہ تزکیہ اخلاق اور نفس کا نہیں ہو سکتا جب تک کہ کسی مزکی نفس انسان کی صحبت میں نہ رہے۔ اول دروازہ جو کھلتا ہے وہ گندگی دور ہونے سے کھلتا ہے۔ جن پلید چیزوں کو مناسبت ہوتی ہے وہ اندر رہتی ہیں لیکن جب کوئی تریاقی صحبت مل جاتی ہے تو اندرونی پلیدی رفتہ رفتہ دور ہونی شروع ہوتی ہے کیونکہ پاکیزہ روح کے ساتھ جس کو قرآن کریم کی اصطلاح میں روح القدس کہتے ہیں تعلق نہیں ہو سکتا جب تک کہ مناسبت نہ ہو۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ تعلق کب تک پیدا ہو جاتا ہے۔ ہاں! "خاک شو پیش ازانکہ خاک شوی" پر عمل ہونا چاہئے۔ اپنے آپ کو اس راہ میں خاک کر دے اور پورے صبر اور استقلال کے ساتھ اس راہ میں چلے۔ آخر اللہ تعالیٰ اس کی سچی محنت کو ضائع نہیں کرے گا۔ اور اس کو وہ نور اور روشنی عطا کرے گا، جس کا وہ جویا ہوتا ہے۔ میں تو حیران ہو جاتا ہوں اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ انسان کیوں دلیری کرتا ہے جبکہ وہ جانتا ہے کہ خدا ہے"۔ (ملفوظات جلد اول [طبع جدید] صـ ۴۵۹، ۴۶۰)

تم میں سے ہر ایک کی استطاعت میں ہے کہ محمدؐ رسول اللہ کے نور سے روشن ہو جو اول طور پر اللہ کا نور ہے اور آپؐ کی ذات میں اس حد تک جلوہ گر ہوا ہے جس حد تک انسان کی ذات میں اس نور کا جلوہ گر ہونا ممکن تھا

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۴ نومبر ۱۹۹۵ء)

لندن (۲۴ نومبر ۱۹۹۵ء) سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی صفت نور کے متعلق خطبات کے سلسلہ میں آج بھی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض تحریرات پڑھ کر سنائیں اور ان کی تشریح اور وضاحت بیان فرمائی۔

حضور نے فرمایا کہ نور کا ظاہری آنکھ سے بھی تعلق ہے اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ جو چیز ہمیں چمکتی ہوئی دکھائی دے رہی ہے وہی نور ہے حالانکہ جو چمکنے والی لہریں ہیں ان کا اکثر حصہ ایسا ہے جو ظاہری آنکھ سے دکھائی نہیں دیتا۔ حضور نے فرمایا کہ نور کا چمک سے تعلق جو ہم نے باندھ رکھا ہے یہ اپنے محدود تجربہ کی وجہ سے ہے۔ ہماری آنکھوں کو وہ صلاحیت عطا نہیں ہوئی کہ نور کے ہر حصے کو چمکتا ہوا دیکھ لیں۔ حضور نے فرمایا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کو آسمانوں اور زمین کا نور فرمایا گیا ہے۔ اللہ کیا ہے؟ اللہ تمام صفات حسنہ کے اجتماع کا نام ہے۔ ان صفات میں سے نہ کوئی صفت زائل ہو سکتی ہے، نہ اس میں کسی قسم کی کوئی کمی واقع ہو سکتی ہے اور ان میں کسی قسم کی زیادتی یا اضافہ کی بھی کوئی گنجائش نہیں کیونکہ وہ پہلے ہی کامل ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اس نور کو اپنانے کے لئے جو راہ دکھائی گئی ہے وہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ ہے کیونکہ تمام صفات باری تعالیٰ آپ کے وجود میں کامل طور پر جلوہ گر ہوئی ہیں۔ پس تم میں سے ہر ایک کی استطاعت میں ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے روشن ہو جو اول طور پر اللہ کا نور ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں اس حد تک جلوہ گر ہوا ہے جس حد تک انسان کی ذات میں اس نور کا جلوہ گر ہونا ممکن تھا۔ حضور نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بعض تحریرات کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ قرآن مجید میں اس مضمون کو انک لعلی خلق عظیم کے الفاظ میں سمجھایا گیا ہے۔

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل کے پروگراموں میں ناظرین کی دلچسپی دن بدن بڑھتی چلی جا رہی ہے اور ناظرین کا حلقہ بھی وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ مختلف زبانوں میں نشر ہونے والے پروگرام خاص طور پر مقبولیت حاصل کر رہے ہیں۔ حضور انور کا روزانہ کا پروگرام "ملاقات" اپنی افادیت اور تنوع کی وجہ سے مقبولیت میں سرفہرست ہے۔ اس میں ترجمۃ القرآن اور ہومیو پیتھی طریقہ علاج کی کلاسوں کے علاوہ اردو اور انگریزی میں سوال و جواب کی مجالس اور بچوں اور بچیوں کے ساتھ بے تکلف تدریسی کلاس شامل ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں اسی ہردلعزیز پروگرام کا خلاصہ قارئین الفضل کے مستقل استفادہ کی غرض سے پیش کیا جاتا ہے۔

ہفتہ ۱۱ نومبر ۱۹۹۵ء

آج معمول کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی بچوں کے ساتھ کلاس ہوئی۔ لیتے ہیں۔ حضور کے ارشاد کے مطابق خاکسار نے بچوں کو وضو کرکے دکھایا۔ اس کے بعد حضور انور نے ایک بچے کو بھی وضو کرنے کو کہا نیز آپ کے ارشاد پر چند بچوں نے نماز پڑھ کر دکھائی۔ اس کے بعد مختلف بچوں اور بچیوں نے انفرادی طور پر نظمیں خوش الحانی سے پڑھ کر سنائیں۔

اتوار ۱۲ نومبر ۱۹۹۵ء

آج حسب معمول انگریزی دان احباب کے ساتھ مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی۔ حضور انور سے مندرجہ ذیل سوالات پوچھے گئے

★ بشپ آف ڈرہم نے یہ بیان دیا تھا کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسمانی رفع کے نہیں بلکہ روحانی رفع کے قائل ہیں۔ کیا ان سے جماعت احمدیہ نے کوئی رابطہ کیا ہے یا نہیں جماعت احمدیہ کا پیغام پہنچایا گیا ہے؟

★ انسانی جسم میں سؤر کے اعضاء کی پیوندکاری کے بارہ میں اسلامی تعلیم کیا ہے؟

★ اسلام قبول کرنے سے قبل انسان نے جو گناہ کئے ہوں ان کا قیامت کے روز کیسے حساب کتاب ہوگا؟

★ کیا یہ کہنا درست ہوگا کہ عیسائیوں کی طرح مسلمانوں میں بھی بعض عقائد کے بارے میں باہم اختلافات ہیں جیسے لفظ "خاتم" کی تشریح میں کہ اس سے مراد آخری ہے یہ بہترین۔ سوال یہ ہے کہ کیا یہ بھی محض ایک تصوراتی بات نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ ایک زندہ حقیقت ہے اور اس کے الفاظ (جو بہت اہمیت رکھتے ہیں) کو زمانہ ماضی میں لکھے گئے الفاظ تک محدود نہیں رکھنا چاہئے؟

★ لاٹری کے بارہ میں اسلام کیا کہتا ہے؟

★ اسرائیلی وزیراعظم رابین کے قتل کے بعد مشرق وسطیٰ میں قیام امن کے امکانات پر کیا اثرات مرتب ہونگے؟

★ گذشتہ صدی میں جنوبی فرانس میں رہنے والی ایک دیہاتی لڑکی نے خواب میں کنواری مریم کو دیکھا اور انہوں نے اس سے باتیں بھی کیں۔ کیا یہ بات درست ہو سکتی ہے؟

★ ایچ آئی وی جس کی وجہ سے ایڈز کی بیماری ہوتی ہے کیا یہ محض ایک متعدی وائرس ہے یا اس کا کوئی اور زیادہ گہرا مفہوم اور پیغام ہے؟

★ جماعت احمدیہ مختلف آفات کا شکار ہونے والے لوگوں کی انسانی ہمدردی کے جذبہ سے مدد کرتی ہے۔ ایسی صورتوں میں جبکہ آفات کے متاثرین مسلمان نہ ہوں، جماعت احمدیہ کس حد تک ان کی مدد کرنا اپنی ذمہ داری خیال کرتی ہے؟

★ مسیح کی آمد ثانی کے بارہ میں کیا یہ عقیدہ رکھنا زیادہ درست نہیں کہ اس سے ایک شخص کی آمد مراد نہیں بلکہ لوگوں کا اجتماعی احساس اور تجربہ ہی اس کا ظہور ہے؟

★ اگر ہمیں تقریب ختم کے لئے بلایا جائے تو کیا ہم احمدیوں کو اس میں شمولیت کی اجازت ہے؟

سوموار۔ منگل ۱۳ و ۱۴ نومبر ۱۹۹۵ء

پروگرام کے مطابق ان دو دنوں میں ہومیو پیتھی کلاسز نمبر ۱۲۲ اور ۱۲۳ ہوئیں۔

بدھ و جمعرات ۱۵ و ۱۶ نومبر ۱۹۹۵ء

حسب پروگرام ان دو دنوں میں ترجمۃ القرآن کلاسز نمبر ۹۵ و ۹۶ منعقد ہوئیں جن میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بالترتیب سورۃ الاعراف کی آیات نمبر ۱۶۸ تا ۱۸۲ اور آیات ۱۸۳ تا ۱۹۱ کا آسان فہم ترجمہ اور ضروری مقامات کی تشریح بیان فرمائی۔

جمعۃ المبارک ۱۷ نومبر ۱۹۹۵ء

معمول کے مطابق آج اردو زبان میں عمومی سوال و جواب کی مجلس منعقد ہوئی۔ شرکاء مجلس سے انفرادی تعارف کے بعد حضور انور نے مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات عطا فرمائے۔

★ کلمہ طیبہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رسول کا لفظ آیا ہے اور قرآن مجید میں آپؐ کے بلند ترین منصب کے لئے خاتم النبیین کے الفاظ آئے ہیں۔ ان الفاظ کے فرق میں کیا حکمت ہے؟ باقی صفحہ نمبر ۱۵ پر

اداریہ

زر پرست ملاں

کوئٹہ (پاکستان) کی ایک غیر احمدی مسجد کے پیش امام قاری نے ایک دوست کو بتایا کہ ایک دن ایک نمازی نے اس سے کہا کہ اس نے ڈش پر قادیانی چینل دیکھا ہے۔ (اس کا اشارہ ایم ٹی اے کی طرف تھا) ۔ اس میں ایک قادیانی مولوی ہیں جو بہت اچھی باتیں بتاتے ہیں (اس کی مراد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ سے تھی) ۔ اس نے کہا کہ میں نے آج تک کوئی ایسا مولوی نہیں دیکھا جس طرح یہ مولوی قرآن اور حدیث اور نیکی کی باتیں بتاتے ہیں جو دلوں پر اثر کرتی ہیں۔ ہمارے پاس کیوں ایسا مولوی نہیں ہے؟ ۔ اس پیش امام قاری نے اس نمازی کو جواب دیا کہ اصل میں آپ لوگ ہمیں تنخواہ بہت کم دیتے ہیں اس لئے ہم ایسی باتیں نہیں بتاتے۔

یہ واقعہ جہاں ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے ذریعہ پیدا ہونے والے اس عظیم الشان انقلاب کی نشان دہی کرتا ہے جو اندر ہی اندر سعید فطرت دلوں میں پیدا ہو رہا ہے وہاں معاندین احمدیت ملاؤں کے جھوٹ اور ان کی نفسانیت و مادہ پرستی کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں کے پاس نہ قرآن کا علم ہے اور نہ انہیں اسلام یا مسلمانوں سے کوئی ہمدردی ہے۔ نہ انہیں خدا تعالیٰ کی توحید کے لئے کوئی غیرت ہے اور نہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے سچی محبت۔ انہیں تو صرف اپنے پیٹ کی دوزخ بھرنے سے غرض ہے " دیں کی کچھ پروا نہیں دنیا کے غم میں سوگوار " ۔ ان کی آنکھوں کے سامنے روزانہ اسلامی اقدار پامال ہوتی ہیں۔ معاشرہ جھوٹ، بد دیانتی، کرپشن اور فساد کی گہری دلدل میں پھنستا چلا جا رہا ہے۔ مگر ان خود کو " ورثۃ الانبیاء " قرار دینے والے اور " تحفظ ختم نبوت " کے علمبردار ملاؤں کے بدن پر جوں تک نہیں رینگتی۔ انہیں اگر کوئی چیز تکلیف دیتی ہے تو صرف یہ کہ احمدی مسلمان کیوں ہیں؟ یہ کلمہ کیوں پڑھتے ہیں، یہ نمازیں کیوں قائم کرتے ہیں، یہ روزے کیوں رکھتے ہیں، یہ درود شریف کیوں پڑھتے ہیں، یہ اسلامی تعلیمات پر کیوں کاربند ہیں۔ ان ملاؤں کا یہ حال ہے کہ عملاً لاکھوں لوگ دین اسلام سے باہر نکل گئے ہیں اور لاکھوں غیر اسلامی حرکات میں ملوث ہیں لیکن اس کی انہیں ذرہ بھی فکر نہیں۔ اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے ۔

گر بگردد عالمے از راہ دین مصطفیٰ
از رہ غیرت نمی جنبند ہم مثل جنیں
فکر ایشاں غرق ہر دم در رہ دنیائے دوں
مال ایشاں غارت اندر راہ نسوان و بنیں
ہر کجا در مجلس فسق است ایشاں صدر شاں
ہر کجا ہست از معاصی حلقہ ایشاں نگیں

یعنی اگر ایک جہان دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی راہ سے پھر جائے تو وہ غیرت سے جنین جتنی حرکت بھی نہیں کرتے۔ وہ ہر گھڑی اس ذلیل دنیا کی فکر میں لگے رہتے ہیں اور ان کا مال عورتوں اور بیٹوں پر خرچ ہوتا رہتا ہے۔ جس مجلس میں بھی فسق و فجور ہو وہ اس کے صدر ہوتے ہیں اور جہاں گنہگاروں کا حلقہ ہو وہ نگینہ کی مانند ہوتے ہیں۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ مسلمانوں کی زبوں حالی کے ذمہ دار یہ علماء سوء ہی ہیں جنہوں نے " یشترون بآیات اللہ ثمناً قلیلا " کے مصداق دنیا کو دین پر مقدم کر رکھا ہے۔ کیا ابھی بھی عامۃ المسلمین ایسے نفس پرست، دنیا دار علماء سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ ان کے ذریعہ سے اصلاح احوال ہوگی اور پھر سے اسلام کی شان و شوکت کا زمانہ لوٹ آئے گا؟

این خیال است و محال است و جنوں

اس زمانہ میں اسلام کی شان و شوکت اور اس کے تمام ادیان پر غلبہ اور انوار قرآن مجید کی اشاعت اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی فضیلت و برتری کو دنیا پر ثابت کرنے کا فریضہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود اور مہدی معہود علیہ السلام کے سپرد فرمایا ہے۔ چنانچہ یہ آپ ہی کی قائم کردہ جماعت ہے جو ہر قسم کی جانی و مالی، قلمی، لسانی و حالی قربانیاں پیش کرتے ہوئے دن رات دعوت الی اللہ کے عظیم جہاد میں مصروف ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کی تائید و نصرت سے عظیم الشان روحانی فتوحات حاصل کر رہی ہے۔ ایم ٹی اے انٹرنیشنل بھی اسی کی خاص عطا ہے۔ یہ عظیم الشان آسمانی مائدہ ہے جو مسیح محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ دنیا میں تقسیم کیا جا رہا ہے اور اس کے ساتھ آسمان سے فرشتے اتر کر سعید فطرت دلوں میں عظیم روحانی تبدیلیاں پیدا کر رہے ہیں۔ معاند مولویوں نے تعصب کے جو پردے لوگوں کی آنکھوں پر ڈال رکھے تھے وہ زائل ہو رہے ہیں اور سعید روحیں صداقت کو قبول کر رہی ہیں۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گزشتہ سال جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقعہ پر بڑے درد کے ساتھ اہل وطن سے مخاطب ہو کر فرمایا تھا ۔

ہمیں کبھی تو تم اپنی نگاہ سے دیکھو ۔۔۔ تعصّبات کی عینک اُتار کر دیکھو
لگا رکھی ہیں جو چہروں پہ مولوی آنکھیں ۔۔۔ نظر کی برچھی اِن آنکھوں سے پار کر دیکھو
نحوستوں کا بھگندر ہے پیرِ تسمہ پا ۔۔۔ کسی دن اِس کو گلے سے اُتار کر دیکھو
نقاب اوڑھ رکھا ہے جو مولویت کا ۔۔۔ اُتار پھینکو اسے تار تار کر دیکھو
تمہارا چہرہ بُرا تو نہیں ۔ نہا دھو کر ۔۔۔ کبھی تو حُسنِ شرافت نکھار کر دیکھو
مسیح اُترا ہے عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاء ۔۔۔ اُٹھو ۔ کہ جائے اَدب ہے ۔ سنوار کر دیکھو
لگاؤ سیڑھی اُتارو دِلوں کے آنگن میں ۔۔۔ نِثار جاؤ ۔ نظر وار وار کر دیکھو
جو اُس کے ساتھ اُسی کی دُعا سے اُترا ہے ۔۔۔ یہ مائدہ ہے ڈشوں میں اُتار کر دیکھو
بُلا رہی ہیں تمہیں پیار کی کھُلی بانہیں ۔۔۔ چلے بھی آؤ نا ۔ لِلّٰہ پیار کر دیکھو
محبتوں کے سمندر سے دوریاں کیسی ۔۔۔ لپٹ کے موجوں سے بوس و کنار کر دیکھو

اللہ تعالیٰ امت مسلمہ پر رحم فرمائے اور اسے زر پرست ملاں کے چنگل سے نجات دے اور سعید فطرت روحوں کو مسیح و مہدی دوراں کو قبول کرنے کی سعادت بخشے۔

احادیث النبی ﷺ

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَنْ دَعَا اِلٰی هُدًی كَانَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهٗ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا ۔ وَمَنْ دَعَا اِلٰی ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنْ تَبِعَهٗ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اٰثَامِهِمْ شَيْئًا۔

(مسلم کتاب العلم باب من سن حسنة او سيئة)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی نیک کام اور ہدایت کی طرف بلاتا ہے اس کو اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا ثواب اس بات پر عمل کرنے والے کو ملتا ہے اور ان کے ثواب میں سے کچھ بھی کم نہیں ہوتا۔ اور جو شخص کسی گمراہی اور برائی کی طرف بلاتا ہے اس کو بھی اسی قدر گناہ ہوتا ہے جس قدر کہ اس برائی کے کرنے والے کو ہوتا ہے اور اس کے گناہوں میں کوئی کمی نہیں آتی۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا يُبْعَثُ النَّاسُ عَلٰی نِيَّاتِهِمْ۔

(ابن ماجہ ۔ ابواب الزهد باب النية)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگوں کا حشر ان کی نیتوں کے مطابق ہو گا۔

بقیہ: (خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۴ نومبر ۱۹۹۵ء)

حضور نے فرمایا کہ وہ رسول جس نے آغاز سے ہی اپنی ساری زندگی میں اعتدال سے سرمو بھی انحراف نہ کیا ہو اس کے متعلق یہ فقرا بڑا برمحل ہے کہ وہ نور اپنی ذات میں بھڑکنے والا تھا لیکن جب اس پر آسمان سے نور نازل ہوا تو "نور علیٰ نور" ہوگیا اور اس کمال کا نور پھوٹا ہے کہ اس نے سارے عالم کو روشن کر دیا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس نور کو محض تعریفوں کے ذریعہ حاصل نہیں کیا جاسکتا بلکہ ان صفات حسنہ کو اپنانے کے ذریعہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ وہاں پہنچ کر پھر تعریف کی سچائی کی حد شروع ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر آپ کسی صفت کو اچھا سمجھیں اور دل کی گہرائی سے اچھا سمجھیں تو اسے اپنانے کی آپ کو لگن لگ جائے گی۔ حضور نے فرمایا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی صفات حسنہ کا ذکر سنتے ہیں لیکن یہ معلوم نہیں ہوتا کہ انہیں کیسے اپنایا جائے۔ اس سفر کو آسان کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نور کی مثال کے طور پر پیش فرمایا کہ اس طرح میرا نور ایک انسان میں کمال کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے۔ اور آیت قرآنی "فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ..... الخ" میں یہ بتایا کہ محمدؐ رسول اللہ کا نور ایسی مثال نہیں تھی کہ اسے تم اپنا نہ سکو اور یہ اس غرض سے نہیں تھی کہ انہیں عام انسانوں سے الگ کر کے دکھایا جائے بلکہ اس غرض سے تھی کہ انسانوں کو بتایا جائے کہ تمہاری رسائی کہاں تک ممکن ہے۔ تم اگر چاہو تو اس نور کی پیروی سے اسی طرح حصہ پاسکتے ہو اور بتایا کہ یہ اللہ کا نور جو ایک دل پر جلوہ گر ہوا تھا وہ محمدؐ رسول اللہ کے فیض اور آپؐ کی پیروی کی برکت سے گھر گھر میں روشن ہوگیا ہے اور خدا نے چاہا ہے کہ ان گھروں کو اس نور کی برکت سے بلند کر دیا جائے۔ پس محمدؐ رسول اللہ کے نور نے اپنے زمانے میں چمک کر دوسروں میں چمکنے کی صلاحیت پیدا کر دی اور اپنے جیسے اور نور دوسرے سینوں میں روشن کر دیئے۔ حضور نے فرمایا کہ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ نور تسبیح الٰہی سے، ذکر الٰہی سے حاصل ہوتا ہے۔ صبح و شام اس کا ذکر بلند کرو تو تمہیں اس نور سے حصہ ملنا شروع ہو جائے گا۔

خطبہ کے آغاز میں حضور ایدہ اللہ نے جماعت احمدیہ سنگاپور کے سالانہ جلسہ کی مناسبت سے جو ۲۴ نومبر سے ۲۶ نومبر تک ہو رہا ہے وہاں کی جماعت کی طرف سے دنیا بھر کے احمدیوں کو السلام علیکم پہنچاتے ہوئے جلسہ کی ہر پہلو سے کامیابی اور جماعت سنگاپور کی ترقی کے لئے دعا کی تحریک فرمائی۔

(دوسری قسط)

جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ تمام عالمی مسائل میں تقویٰ کی برکت سے وہ نور پاچکی ہے جس نور کی روشنی میں تمام اندھیروں کے ازالے کئے جائیں گے۔

جماعت احمدیہ کو ہندوستان میں خصوصیت سے قیام امن کی کوشش کرنے کی نصیحت

قادیان کے اس بابرکت جلسے میں جو درحقیقت کل عالم کا جلسہ ہے ہماری آواز قادیان کی نمائندگی میں سب دنیا میں پھیل رہی ہے

ایک وقت ایسا بھی آئے گا جب قادیان کی زیارت کو جانے والوں کی تعداد لاکھوں سے ملینز تک پہنچ جائے گی

(خطاب سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بتاریخ ۲۶ دسمبر ۱۹۹۴ء بر موقع جلسہ سالانہ قادیان بمقام مسجد فضل لندن، برطانیہ)

[یہ خطاب ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطہ کے ذریعہ براہ راست نشر کیا گیا]

(خطاب کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام نے پھر ایک اور موقع پر فرمایا کہ:

"جو شخص ایسا خیال کرتا ہے کہ آنے میں اس پر بوجھ پڑتا ہے یا ایسا سمجھتا ہے کہ یہاں ٹھہرنے میں ہم پر بوجھ ہوگا"۔

یہ دونوں باتوں کا خیال فرمایا ہے۔ یہ خیال کہ آنا نہیں ہے مجھے تکلیف ہوگی یا مالی بوجھ پڑ جائے گا یا اس خیال سے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام پر وقت اور ذمہ داریوں کے لحاظ سے پہلے ہی اتنے بوجھ ہیں کہ ہمارے جانے سے اس بوجھ میں اضافہ نہ ہو، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام فرماتے ہیں:

"اسے ڈرنا چاہئے کہ وہ شرک میں مبتلا ہے"

اور یہ عجیب اظہار رائے ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ ایک عارف باللہ جب امور کا تجزیہ کرتا ہے تو اس سے وہ عام کلمات صادر نہیں ہوتے جو عام طور پر ایسے مضمون کا جائزہ لینے والے کی زبان پر آتے ہیں۔ ایک عام انسان کے تصور میں بھی نہیں آسکتا کہ اسے شرک کہہ سکتے ہیں یا شرک کا شائبہ اس چیز میں پایا جاتا ہے۔ ایک آنے والا ہے وہ اموال کے خرچ سے گھبراتا ہے کہ اس کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ ہے۔ ایک آنے والا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کے وقت کی مصروفیت کا عذر رکھ کر نہیں آنا چاہتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کا تجزیہ ہے کہ:۔

"اسے ڈرنا چاہئے کہ وہ شرک میں مبتلا ہے۔ ہمارا تو اعتقاد ہے کہ اگر سارا جہان ہمارا عیال ہو جائے تو ہمارے مہمات کا متکفل خدا تعالیٰ ہے۔ ہم پر ذرا بھی بوجھ نہیں۔ ہمیں تو دوستوں کے وجود سے بڑی راحت پہنچتی ہے۔ یہ وسوسہ ہے جسے دلوں سے دور پھینکنا چاہئے۔ میں نے بعض کو یہ کہتے سنا ہے کہ ہم یہاں بیٹھ کر کیوں حضرت صاحب کو تکلیف دیں۔ ہم تو نکمے ہیں۔ یونہی روٹی بیٹھ کر کیوں توڑا کریں"۔

یہ جو انسانی نفس کے بہانے اور اس کا طرز بیان ہے یہ دائمی ہے۔ ہمیشہ سے اسی قسم کے توہمات اور وسوسے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں اور اس کا جواب مسیح موعود علیہ السلام یہ دے رہے ہیں:۔

"وہ یہ یاد رکھیں، یہ شیطانی وسوسہ ہے جو شیطان نے ان کے دلوں میں ڈالا ہے کہ ان کے پیر یہاں جمنے نہ پائیں"۔

(ملفوظات جلد اول [طبع جدید] صـ ۳۰۱)

یہ جو سلسلہ ہے شیطانی وسوسوں کا یہ اب بھی جاری ہے، مختلف شکلوں میں جاری ہے۔ ایک مخلص دوست جو کسی وجہ سے اسی قسم کے عذر رکھ کر یہاں آنا بند کر چکے تھے کہ کیا تکلیف ہوگی اور کیوں وقت ضائع کروں یا ایک گنہگار آدمی ہوں مجھے سامنا کرنے کا حوصلہ نہیں ہے۔ وغیرہ وغیرہ یہ انکساری کے پردے میں بھی شیطان ہی حملہ کر رہا ہوتا ہے۔ ان کو رویا کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے متنبہ فرمایا اور اسی وقت انہوں نے پھر مجھے خط لکھا اور گزشتہ غائب رہنے کی معذرت کی۔ اور یہ واقعہ ایک دفعہ نہیں بارہا ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نہ کسی رنگ میں کبھی رویا کے ذریعے، کبھی کسی اور طریق سے ایسے شخص کے دل میں اچانک یہ احساس پیدا فرمایا کہ یہ سوچ تقویٰ کی سوچ نہیں ہے، محض نفس کا بہانہ ہے۔ اور اگر ایسا شخص اپنے دل کا تجزیہ کر کے دیکھے تو اسے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ عذر اچھے لفظوں میں ڈھالا گیا ہے لیکن دل میں کوئی اور غفلت کی حالت ہے جو اناگیر ہوتی ہے۔ جیسے کہتے ہیں ۔

ہوئی تاخیر تو کچھ باعث تاخیر بھی تھا
آپ آتے تھے مگر کوئی اناگیر بھی تھا

"کوئی" کے لفظ میں یہ وہی اشارہ ہے کہ ایک شرک کا پہلو ہے۔ ایک عاشق جب سوچتا ہے کہ وہ کیوں نہیں آرہا تو یہ نہیں سوچتا کہ کوئی وجہ حائل ہوئی ہے۔ اس کا ذہن اس وہم میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ کہیں غیر کی وجہ سے تو نہیں اس کو روک پیدا ہو گئی۔ کسی اور نے تو نہیں اس کی باگ تھام لی۔ اناگیر کا مطلب ہے باگ تھام لی۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام نے اسی نفسیاتی نکتے کو یوں بیان فرمایا ہے کہ ان لوگوں کو ڈرنا چاہئے اس میں ایک شرک کا پہلو ہے۔ شرک کا مطلب ہے کوئی اور روکتا ہے۔ چنانچہ اس اور روکنے والے کا نام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام نے ظاہر فرما دیا۔ "یہ شیطانی وسوسہ ہے جو شیطان نے ان کے دلوں میں ڈالا ہے کہ ان کے پیر یہاں جمنے نہ پائیں"

پھر فرمایا:

"ہمارے دوستوں کو کس نے بتایا ہے کہ زندگی بڑی لمبی ہے۔ موت کا کوئی وقت نہیں کہ کب سر پر ٹوٹ پڑے اس لئے مناسب ہے کہ جو وقت ملے اسے غنیمت سمجھیں"۔

(ملفوظات جلد اول [طبع جدید] صـ ۳۰۱، ۳۰۲)

جہاں تک قادیان آنے والوں کا تعلق ہے اگرچہ یہ تعداد اب کم ہوئی ہے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کو اللہ تعالیٰ نے جو قادیان آنے والوں کی اطلاع دی کہ قادیان لوگ کثرت سے آیا کریں گے، وہ سلسلہ لامتناہی ہے۔ وقتی روکوں کے باوجود ان آسمانی وعدوں کا سلسلہ ٹوٹا نہیں ہے بلکہ ابھی بھی جاری ہے اور ہمیشہ جاری رہے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام نے ۱۹۰۷ء کے لگ بھگ جو اس خدائی نشان کا ذکر فرمایا ہے اسے ایک نشان کے طور پر نہیں بلکہ لاکھوں نشانات کے طور پر پیش فرمایا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام لکھتے ہیں:۔

"براہین احمدیہ میں جو چوبیس برس پہلے کی چھپی ہوئی کتاب موجود ہے اس کو کھول کر پڑھو کہ کس قدر نشان اس میں دئے گئے ہیں"۔

وہ جو نشان براہین احمدیہ میں دئے گئے ان میں ایک الہام یہ تھا:

"یاتون من کل فج عمیق ویاتیک من کل فج عمیق" کہ تیرے پاس لوگ بھی گہرے گڑھے پڑے ہوئے رستوں سے دور دور سے آئیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں ان آنے والوں کے ذریعے تحائف بھی پہنچیں گے جو اس طرح دور دور سے مختلف گڑھوں میں سے گزرتے ہوئے آئیں گے۔ یہ جو "فج عمیق" ہے اس سے مراد یہ ہے کہ ایسی راہ جس پر چلنے والوں کی کثرت کی وجہ سے گڑھے پڑ جائیں۔

قادیان جب ہم جایا کرتے تھے پارٹیشن سے پہلے تو کبھی کچھ حصہ سڑک کا پکا ہوتا تھا کچھ اینٹوں کا بنا ہوا ہوتا تھا مگر گڑھے اس وقت بھی اینٹوں والے حصے میں موجود ہوتے تھے اور بعض جگہ تو بہت بڑے گڑھے اچانک آ جاتے تھے جو کثرت سے آنے والوں کی وجہ سے پیدا ہوئے تھے۔ ہر قسم کی سواریاں وہاں چلتی تھیں۔ اور اب بھی اگرچہ پکی سڑک بن گئی ہے مگر الہام میں جن گڑھوں کا ذکر ہے وہ اب اس سڑک پر بھی ملتے ہیں اور وجہ یہی ہے کہ یہ ایسی سڑک ہے جو بہت ہی زیادہ مسافروں کے آنے جانے کی وجہ سے ہر وقت مرمت کی محتاج رہتی ہے۔ اس وعدے کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "یہ کوئی دس لاکھ نشان ہوگا"۔ اب کیا مطلب ہے دس لاکھ نشان ۔ اس کو میں خاص طور پر اس لئے آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں کہ غیر احمدی مولویوں کے بعض نہایت بے ہودہ اعتراضات کا جواب بھی آپ کو مل جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام جب اپنے لاکھوں نشانات کا ذکر فرماتے ہیں تو آپ کی مراد کیا ہے؟ وہ نشانات کس طرح پورے ہوئے؟ اور ایک دیکھنے والا اس کو یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ مبالغہ ہے نعوذباللہ من ذالک۔ اور ایک غور کرنے والا یہ سمجھ سکتا ہے کہ کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام اپنے رب کے عاشق تھے اور جس شخص کو ایک بارش ایک نشان کے طور پر دکھائی دیتی ہے وہی بارش ایک اور شخص کو ایسے دکھائی دیتی ہے کہ ہر قطرہ اللہ کی رحمت کا نشان ہے۔ یہ وہ روح ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کو عطا فرمائی گئی تھی اور اسی روح کا کچھ ادراک حاصل کر کے، کچھ اس کا مزاج سمجھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کی تحریروں کو سمجھا جا سکتا ہے ورنہ احمدیوں میں سے بھی بہت سے لوگ اس کو پڑھتے ہونگے تو حیران ہوتے ہونگے۔ اب دیکھیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام نے ہر آنے والے کو ایک نشان کے طور پر شمار فرمایا ہے۔ فرمایا اس بیس سال میں یہ نشان کم و بیش دس لاکھ کی تعداد میں پورا ہو چکا ہے۔ اور یہ دس لاکھ کے قریب نشان ہوگا۔ نشانات نہیں فرمایا بلکہ ایک نشان کو دس لاکھ کی تعداد میں دکھا کر فرمایا دس لاکھ کے قریب نشان ہوگا۔ ہر آدمی نیا آنے والا اس نشان کو پورا کرتا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام یہاں اپنے لاکھوں نشانات کا ذکر کرتے ہیں اس کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے پانچ ہزار معجزات کا ذکر فرماتے ہیں۔ اب نشان اور معجزات کے لفظ جدا جدا ہیں۔ اور اگر غیر احمدی علماء کو اس فرق کی ویسے سمجھ نہیں آتی تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کی تحریرات کا اگر وہ تقویٰ سے مطالعہ کرتے تو معجزے اور نشان کا فرق سمجھ آئے یا نہ آئے یہ اعتراض بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر وارد نہیں ہو سکتا کہ اپنے نشانات تو لاکھوں بتائے اور جس آقا کے قدموں کی خاک اپنے آپ کو بتاتے ہیں اس کے صرف چند ہزار نشان بیان فرمائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے معجزات کو اس نظر سے دیکھتے تھے کہ گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے تمام تر نشانات آنحضورؐ کے ایک معجزے کا حصہ ہیں۔ تو اگر وہ پانچ ہزار ہیں تو ہر معجزہ اپنی ذات میں لکھوکھہا نشانات رکھتا ہے۔ یہ اعتراف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کے اپنے الفاظ میں مختلف صورتوں میں ہوا۔ ایک شعر میں آپ عرض کرتے ہیں

این چشمہ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرہ ز بحر کمال محمدؐ است

کہ یہ جاری چشمہ جو نشانات کا اور روحانی فیوض کا میں

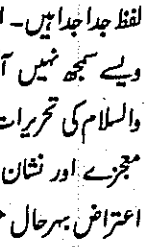
Earlsfield Properties
RENTING AGENTS
081 877 0762
PROPERTIES WANTEDIN ALL AREAS FOR WAITING TENANTS

نے دنیا میں جاری کیا ہے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے فیوض کے سمندر کا ایک قطرہ ہے۔ پس کوئی انسان جس کے دل میں تقویٰ کا ایک قطرہ بھی موجود ہے ان عبارتوں کو پڑھنے کے بعد اس قسم کا ظالمانہ رویہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف روا نہیں رکھ سکتا کہ گویا نعوذباللہ من ذالک آپ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے مقابل میں آپؐ کے تو ہزاروں معجزات بیان کئے اور اپنے لاکھوں نشانات بیان کئے۔ تو یہ ہے آپ کی سوچ کی طرز۔ اب جہاں تک مبالغے کا تعلق ہے جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے ہر شخص کا ایک نقطہ نظر ایک زاویہ نگاہ ہوتا ہے جو محبت کی آنکھ سے عاری ہو، جسے محبت کی اداؤں سے شناسائی نہ ہو وہ اس عبارت کو ایک مبالغہ ہی سمجھے گا۔ کہ عجیب بات ہے ایک وعدہ تھا آنے والوں کا ان کو لاکھوں نشان قرار دے دیا لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ جب عشق ہو تو پھر ایسی ہی باتیں رونما ہوتی ہیں۔

ایک بزرگ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دفعہ ان کے پاس لڈوؤں کا ایک ٹوکرا تحفے کے طور پر آیا۔ آپ نے وہ لڈو اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے سب عقیدت مندوں میں تقسیم فرما دئے اور ایک لڈو اپنے ہاتھ میں پکڑ کر اسے کھانا شروع کیا۔ وہ عقیدت مند تو سارا ٹوکرا ختم کر چکے تھے اور وہ بزرگ ابھی ایک ہی لڈو کو دانہ دانہ چکھ رہے تھے تو بڑی حیرت سے ایک عقیدت مند نے عرض کیا کہ یا حضرت یہ کیا بات ہے آپ کے مزاج پر کچھ اثر ہے، طبیعت میں کچھ گرانی ہے کہ آپ ایک لڈو بھی ختم نہیں کر سکے اور ہم سارا ٹوکرا کھا گئے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ نہیں یہ کھانے کے انداز الگ الگ ہیں۔ آج میں اس موج میں ہوں کہ اس لڈو کے ہر دانے پر اللہ تعالیٰ کے شکر کا اظہار محض زبان سے نہیں کر رہا، اپنی سوچوں سے کر رہا ہوں اور ان سوچوں کے رستے بہت متفرق سمتوں میں رواں ہو چکے ہیں۔ ایک دانہ جب میں کھاتا ہوں تو سوچتا ہوں کہ اس کا میٹھا کیسے بنا تھا۔ اس کا میدہ کیسے ہاتھ آیا تھا۔ اس کا گھی کیسے بنا تھا۔ تو جب میں سوچتا ہوں تو میٹھے کے لئے تصور کرتے ہوئے مجھے یاد آتا ہے کہ کھیتوں میں زمیندار جاتے ہیں ہل اٹھائے ہوئے، صبح صبح اور ان کھیتوں میں وہ کتنی مشقت اور محنت کے ساتھ ہل چلاتے ہیں، پانی دیتے ہیں پھر سہاگے دیتے ہیں، پھر ہل چلاتے ہیں، پھر پانی دیتے ہیں۔ غرضیکہ بار بار زمین کو نرم کرتے ہیں اور اس کے بعد پھر کسی صبح کو اٹھ کر جب سب دنیا آرام کر رہی ہوتی ہے وہ گنے کے ٹکڑے کاٹ کاٹ کر وہاں بیج کے طور پر بوتے ہیں اور ان محنتوں میں سے جو انہوں نے کی اور جس کا سلسلہ سارا سال جاری رہا اور جن پر خدا کے فضل کئی صورتوں میں بارشوں کی صورتوں میں اور پھر ضرورت کی خشکی کی صورت میں نازل ہوتے رہے وہ گنے پیدا ہوئے جن گنوں میں سے کچھ گنے ایسے تھے جن کا میٹھا آج میرے مقدر میں آیا ہے۔ تو اللہ کے کیسے احسانات ہیں اور کتنے ان گنت احسانات ہیں۔ پھر انہوں نے کہا کہ یہ کہانی یہاں ختم تو نہیں ہوئی۔ پھر میں نے سوچا کہ پھر وہ میٹھا بنا کیسے۔ تو پھر مجھے پتہ چلا کہ اس کو بیلا گیا، اس میں سے رس نچوڑا گیا۔ پھر خیال آیا کہ وہ بیلا کیسے گیا اس کے لئے بھی تو کچھ خدا کے بندوں نے محنت کی ہوگی۔ وہ لوہے کی چیزیں تھی یا لکڑی کی چیزیں تھیں کیسے کیسے بنیں اور وہ درخت کہاں پیدا ہوئے اور کیسے پیدا ہوئے جن کی لکڑی اس سلسلے میں کام آئی اور وہ لوہا کن کانوں سے نکالا گیا اور کس کس مشقت سے نکالا گیا اور کن کن مراحل سے گزرا کہ پھر بالآخر ایک لوہار نے اس کے ذریعے وہ بڑا کڑاہ بنایا جس میں پھر آخر اس کے رس کو گرم کر کے اس کو میٹھا بنانے کے لئے ایک قدم آگے بڑھا دیا گیا۔ پھر اس سے شکر بھی پیدا ہوتی تھی۔ پھر اس سے صاف ستھری کھانڈ بھی بنتی تھی۔ پھر اس کے بھی مراحل ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ میرے پاس تو اتنا وقت ہی کہاں ہے کہ ان سب سوچوں کو جو آگے بھی چلتی ہیں میدے کے تعلق میں بھی اسی طرح جاری ہونگی، گھی کے تعلق میں بھی اسی طرح جاری ہونگی، ان سب سوچوں ہی کو پورا کر سکوں۔ کچھ سوچتا ہوں اور پھر ایک اور دانہ اٹھا لیتا ہوں۔ پھر سوچتا ہوں تو ایک اور دانہ اٹھا لیتا ہوں۔ تو بینا نظر کو تو لڈو کے ایک دانے میں بھی بے شمار نشانات دکھائی دیتے ہیں۔ اور اندھوں کو ان کثرت سے آنے والوں میں بھی کوئی نشان نہیں ملتا جن کی خبر اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائی جب آپ کو کوئی بھی دنیا میں نہیں جانتا تھا۔

کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی
لوگوں کی اس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی

یہ وہ زمانہ ہے جب خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ کثرت کے ساتھ لوگ دور دور سے حاضر ہونگے اور ان کے چلنے کی وجہ سے رستوں میں گڑھے پڑ جائیں گے۔ آپ ان کو دس لاکھ نشان کہتے ہیں "ہوگا" اور پھر فرماتے ہیں یہ سلسلہ جاری ہے۔ اب تک یہ نشان کروڑوں بن چکا ہوگا اور اربوں میں تبدیل ہونا ہے اس نے۔ اور ارب ہا ارب پھر آپس میں ضرب کھائیں گے اور قیامت تک یہ نشانات کا سلسلہ جاری رہے گا مگر ان کو دکھائی دے گا جو محبت اور عشق اور عرفان کی آنکھوں سے ان باتوں کو دیکھتے اور ان پر غور کرتے ہیں۔

تو آج بھی قادیان میں جو مختلف ممالک سے مہمان حاضر ہوئے ہیں یا ہندوستان کے مختلف گوشوں سے وہاں اکٹھے ہوئے ہیں وہ سارے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ایک نشان بنے وہاں موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان نشانات کے سلسلے کو اور ہمیشہ آگے بڑھاتا چلا جائے۔ وقتی طور پر جو کمی آئی ہے اس کمی کی وجہ پاکستان سے مہمانوں کے آنے کے رستے میں جو روکیں پیدا کی گئی ہیں وہ وجہ ہے۔ اس تفصیل کو یہاں بیان کرنا مناسب نہیں مگر میں سمجھتا ہوں یہ محض ظلم اور زیادتی ہے کہ جماعت احمدیہ کو نہ پاکستان میں جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی اجازت دی جائے، نہ قادیان کے متبرک مقام پر جا کر وہاں جلسے میں شمولیت کی اجازت دی جائے اور اگر اجازت لفظوں میں روکی نہ جائے تو ایسی روکیں رستے میں کھڑی کر دی جائیں کہ ایک شریف انسان کے لئے ان روکوں کو عبور کر کے یا توڑ کر ان سے گزر کر وہاں جانا مشکل ہو یا بعض صورتوں میں ناممکن ہو۔ پس ایسی ہی کچھ روکیں ہیں جن کے متعلق تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔

جب میں وہاں جلسے پر گیا تھا تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ پچیس ہزار کی تعداد میں وہاں سب دوست اکٹھے ہوئے تھے اور پچیس ہزار کی وہ تعداد ہے جو جب حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "سلسلہ عالیہ احمدیہ" لکھی تو اس زمانے میں یہ غالباً ۳۹ء کی کتاب ہے جوبلی کے موقع پر، تو آپ نے جلسے پر آنے والے مہمانوں کی تعداد پچیس ہزار بتائی ہے کہ اس کے لگ بھگ دوست آئے ہیں۔ تو اندازہ کریں کہ باوجود اس کے کہ پاکستان کی جماعتوں کی بھاری تعداد وہاں شمولیت سے معذور ہے اور ہندوستان میں بھی اقتصادی بدحالی کی وجہ سے دور دور کی جماعتوں کے لئے حاضر ہونا مشکل ہے پھر بھی جب میں نے جلسے میں شمولیت کی توفیق پائی تو پچیس ہزار وہاں حاضرین موجود تھے جلسے کے موقع پر۔ تو یہ سلسلہ وقتی طور پر دبتا بھی ہے، ابھرتا بھی ہے، پہلے بھی ایسا ہوتا رہا ہے لیکن جاری سلسلہ ہے جو کہیں کھڑا نہیں ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں بھی ایسے اونچ نیچ آتے رہے چنانچہ غالباً ۱۹۰۷ء کا جلسہ تھا جس میں توقع سے بہت کم دوست شریک ہوئے تھے اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اظہار تاسف بھی فرمایا مگر غالباً وہ طاعون کا جو ایک لمبا سلسلہ چلا تھا اس کا بھی شاید لوگوں کے دلوں پر ایک خوف بیٹھا ہوا تھا۔ ۱۹۰۶ء تک چلا ہے طاعون اس زمانے میں۔ لیکن جو بھی وجہ ہو میں نہیں اس وقت سمجھ سکتا کیا تھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اظہار فرمایا ہے وہ جلسہ کسی کو یاد ہے کہ کون سا تھا یعنی انیسویں صدی کا آخری سال تھا یا بعد کا میں نے پڑھا تھا کہیں بہرحال اگر وہ حوالہ مل گیا تو میں تاریخ کی یا سال کی درستی کروا دوں گا پرسوں کے اجلاس میں انشاء اللہ۔ تو اونچ نیچ تو ہوتی رہی ہے مختلف وجوہات سے۔ لیکن اہل قادیان کو اور جماعت احمدیہ عالمگیر کو میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کہ لوگ کثرت سے آئیں کسی ظاہری مقام کی ظاہری زیارت نہیں تھی بلکہ آپ نے کھول کر بیان فرمایا کہ میرا مقصد صرف یہ ہے کہ دین کی آواز زیادہ سے زیادہ لوگوں کے کانوں تک پہنچے اور دلوں پر اثرانداز ہو اس غرض سے میں یہ کہتا ہوں کہ تم یہاں آؤ اور کوئی غرض نہیں۔

تو دیکھیں اللہ تعالیٰ نے اس غرض کو کس شان سے پورا فرمایا ہے کہ آج اس قادیان کے جلسے میں دنیا بھر سے لکھوکھہا احمدی اور غیر احمدی مسلم اور غیر مسلم شامل ہونے کی توفیق پا رہے ہیں۔ پس جب میں نے کہا کہ یہ سلسلے بڑھتے رہیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ ہر پہلو سے بڑھتے رہیں گے۔ ایک وقت ایسا بھی آئے گا جب قادیان کی زیارت کو جانے والے افراد کی تعداد لاکھوں سے ملینز میں پہنچ جائے گی اور وہ وقت جو نسلیں دیکھیں گی وہ یاد کریں گی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان تحریرات کو جن کو اس زمانے میں دشمن تضحیک کا نشانہ بناتا رہا لیکن وہ سوچیں گی کہ دس لاکھ نشان، دس لاکھ کیسے اب تو یہ کروڑوں اربوں نشان بن چکے ہیں اور اسی طرح اللہ کے فضل سے یہ نشانات بڑھتے رہیں گے۔

ایک اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو احمدیت کے آغاز ہی میں الہام ہوا۔ آغاز ہی میں نہیں کہنا چاہئے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں کسی وقت یہ الہام ہوا کیونکہ اس کے چھپنے کی تاریخ ۱۹۰۷ء ہے اس لئے ۱۹۰۶ء یا ۱۹۰۷ء میں کسی وقت الہام ہوا ہوگا۔ وہ الہام یہ تھا "وسع مکانک" اپنے مکان کو وسعت بخش، وسعت عطا کر، وسعت دے۔ اور یہ دراصل خوش خبری تھی آنے والوں سے متعلق۔ وہی نشان جس کا میں ذکر کر رہا ہوں اسی تسلسل میں یہ اگلے قدم کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ کثرت سے لوگ آنے والے ہیں آنے والوں کی کمی سے اپنے دل کو ملول نہ کر بلکہ یہ فکر کر کہ ان کی رہائش کا انتظام بھی ہو سکے گا کہ نہیں اس لئے اپنے مکان کو وسعت دے۔ یہ مکان کی وسعت صرف قادیان سے تعلق نہیں رکھتی بلکہ تمام دنیا میں ہر احمدی مکان مسیح موعود علیہ السلام کا مکان بن چکا ہے۔ ہر ملک میں جو جلسے ہوتے ہیں وہاں ہم اس الہام کو بڑی شان کے ساتھ پورا ہوتے دیکھتے ہیں اور ہر سال پہلے سے بڑھ کر شان کے ساتھ پورا ہوتے دیکھتے ہیں۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

الفضل انٹرنیشنل کے خود بھی خریدار بنئے اور اپنے غیر از جماعت دوستوں کے نام بھی لگوائیے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔

(مینیجر)

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

کتابیں پڑھنے کے بعد لائبریری کو بھیج دیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے فرمایا:

"افراد سے میں کہوں گا کہ آپ اپنی زندگی میں (اور آپ سے مراد وہ دوست ہیں جنہیں علم کا شوق ہے اور کتابیں خریدتے ہیں) بہت سی کتب ایسی بھی خریدتے ہیں کہ جب پڑھ لیتے ہیں تو ان میں آپ کو کوئی دلچسپی باقی نہیں رہتی۔ پس ایسے دوستوں کو سوچنا چاہئے کہ ایسی کتاب میں ایک ہزار دوسرے آدمیوں کو دلچسپی ہو سکتی ہے۔ اس واسطے وہ ایسی کتب (خلافت) لائبریری میں بھیج دیں۔ ان کا اپنا شوق تو پورا ہو گیا......"۔

"اگر ہماری ساری جماعت اس طرف توجہ کرے اور ساری جماعت سے مراد پاکستان کی جماعت نہیں بلکہ ساری دنیا کی جماعتیں مراد ہیں جن میں کروڑ ڈیڑھ کروڑ سے بھی شاید زیادہ افراد ہوں۔ پس اگر دوست توجہ کریں، تو ہمیں سال میں ایک لاکھ کتابیں آسانی سے مل سکتی ہیں"۔

(روزنامہ الفضل، ۲ مئی ۱۹۹۱ء)

[مرسلہ: صدر خلافت لائبریری کمیٹی، ربوہ]

خطبہ جمعہ

عرش پر قرار پکڑنا مقام تنزہ کی طرف اشارہ ہے تا ایسا نہ ہو کہ خدا اور مخلوق کو باہم مخلوط سمجھا جائے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفہ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۹۵ء مطابق ۱۳ اخاء ۱۳۷۴ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

عرش الٰہی کے متعلق تفاسیر میں موجود عجیب و غریب روایات کا تجزیہ

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾ .

وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (الزمر: ۷۶)

اور تو اس دن ملائکہ کو دیکھے گا کہ وہ "من حول العرش یسبحون بحمد ربھم" عرش کے چاروں طرف، اس کے اردگرد خدا تعالیٰ کی تسبیح اور حمد بیان کر رہے ہونگے "وقضی بینھم بالحق" اور جن کا فیصلہ کیا جانا ہے ان کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا "وقیل الحمد للہ رب العالمین" اور یہ کہا جائے گا کہ تمام تعریف رب العالمین ہی کی ہے۔ خالصۃً اسی کی ہے ہر سچی تعریف، تمام تر تعریف تمام جہانوں کے رب کی ہے۔

اس آیت کریمہ میں بھی عرش کا ذکر ہے اور اس سے پہلے جو میں نے گزشتہ خطبے میں آیت تلاوت کی تھی اور ایک اور آیت کا حوالہ دیا تھا اس میں بھی عرش الٰہی کا ذکر ملتا ہے لیکن کسی آیت کریمہ میں بھی یہ ذکر نہیں ملتا کہ فرشتوں نے عرش اٹھایا ہوا ہے۔ اور یہ خیال مفسرین کی وجہ سے یا بعض ایسی حدیثوں کی وجہ سے راہ پا گیا جو بہت بعد کے زمانہ میں اکٹھی ہوئیں۔ اور ادنیٰ سے غور سے بھی پتہ چل جاتا ہے کہ وہ وضعی احادیث ہیں ان کا حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے کوئی تعلق نہیں۔ ہر وہ حدیث جو خود آپس میں بھی متضاد ہو اور قرآن کے مضامین سے بھی ٹکراتی ہو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف منسوب ہو ہی نہیں سکتی پھر ہر وہ حدیث جس کی جڑیں Greek Mythology میں ملتی ہوں یعنی یونانی فلسفہ اور ان کے مصنوعی خداؤں کے تصور میں ملتی ہوں صاف پتہ چلتا ہے کہ وہ تصور رفتہ رفتہ اسلام میں راہ پا گئے اور بعض علماء نے اس تصور پر مبنی بعض لوگوں کی من گھڑت حدیثوں کو قبول کر لیا اس سے زیادہ ان کی کوئی حیثیت نہیں۔

جو احادیث قطعی مثلاً بخاری میں ملتی ہیں یا اور مستند کتب میں ہیں ان میں ان باتوں کا اشارۃً بھی ذکر نہیں ملتا جو آخری زمانے کی ایسی احادیث میں جو مثلاً حدیث کی کتب میں ہی نہیں بلکہ وہ ایک تاریخ کی کتاب میں ملتی ہیں جس کا مصنف اس تاریخ کا سات سو سال بعد پیدا ہوا ہے یا تفسیر میں ملتی ہیں، ایسی تفسیر میں جو بہت بعد کے زمانے کے علماء کی تفسیریں ہیں، یا ایسی حدیثوں کی کتب میں ملتی ہیں جن کا مصنف یا مؤلف چار سو سال بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے، چار سو جمع کچھ سال کے بعد فوت ہوتا ہے اور ایسی حدیثوں کی بھرمار پیچھے چھوڑ گیا ہے جو اسلام میں کثرت کے ساتھ فتنے کا موجب تو بن سکتی ہیں نور کے پھیلانے کا موجب نہیں بنتیں۔ کیونکہ وہ تمام احادیث اپنے اندر گواہی رکھتی ہیں کہ من گھڑت باتیں ہیں۔ نہ قرآن سے ان کا تعلق ہے نہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے ان کا کوئی تعلق ہے۔ ان احادیث کے چند نمونے میں آپ کے سامنے رکھ کر پھر قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریحات کے حوالے سے اس مضمون کو مزید کھولوں گا۔

بحوالہ در منثور للسیوطی، اب سیوطی کی کتاب جو سیوطی ہیں مؤلف یا مصنف، یہ علامہ جلال الدین سیوطی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے آٹھ سو انچاس سال بعد پیدا ہوئے ہیں اور آٹھ سو انچاس بعد اور بعض حدیثیں درج کر رہے ہیں جن کی کوئی بھی مستقل سند ایسی نہیں ہے جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تک پہنچنا قطعی طور پر ثابت کیا جا سکے کیونکہ وہ حدیث جو آٹھ سو کچھ سال تک ڈوبی رہی ہے وہ اچانک اس تفسیر نگار کے ہاتھ کیسے آ گئی۔ اور اس سارے عرصے میں بڑے بڑے عظیم محدثین گزرے ان کو کانوں کان تک خبر نہ ہوئی کہ یہ حدیث بھی دنیا میں موجود ہے۔ اور انہی مصنفین نے اس قسم کی حدیثیں پیش کیں جن کا اعتماد ان کی احادیث کے مجموعے پر نظر ڈالنے سے، یک دفعہ نظر ڈالنے سے ہی اٹھ جاتا ہے۔ کیونکہ ایسے ایسے لغو جنوں بھوتوں اور پریوں کے قصے، ایسی متضاد باتیں جو تاریخ سے متصادم، عقل سے متصادم اور اتنے واضح اپنے اندر تضاد رکھتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے پہلے کے ایسے واقعات جو مثلاً حضرت یحیٰؑ کے زمانے سے بھی چار پانچ سو سال پہلے کے واقعات گزرے ہیں ان کو حضرت یحیٰؑ کے زمانے میں دکھا رہے ہیں۔ غرضیکہ ایسے کھلے واضح تضادات ہیں کہ ایک محقق کا فرض تھا کہ دیکھتے ہی ایسی تمام حدیثوں کو اندرونی تضادات کی رو سے ہی رد کر دیتا مگر اکثر ان بحثوں میں پڑے ہوئے ہیں کہ مرفوع ہے کہ نہیں۔ اب جو مصنوعی حدیثیں بناتا ہے وہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تک پہنچانے میں بھی تو ملکہ رکھتا ہوگا، اس کو مرفوع کر دینا تو اس کے لئے کوئی مشکل کام نہیں ہے لیکن محض اصطلاح مرفوع ایسی ہاتھ لگ گئی ہے کہ ان لغویات پر اعتماد شروع کر دیا جو حضرت اقدس محمدؐ رسول اللہ کی طرف منسوب کرنا آپؐ کی گستاخی ہے قطعی طور پر وہ محمد رسول اللہ جو قرآن سے جلوہ گر ہوتے ہیں، قرآن سے اٹھتے ہیں ان کی طرف وہ حدیثیں منسوب ہو ہی نہیں سکتیں۔ میں چند مثالیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں عرش ہی کے تعلق میں۔

در منثور میں حضرت مکحول، رضی اللہ لکھا ہوا ہے لیکن تابعی ہیں۔ حضرت مکحول تابعی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرش کو اٹھانے والے چار فرشتے ہیں۔ ایک فرشتہ صورتوں کی سردار صورت پر ہے یعنی انسان کی صورت پر اور ایک فرشتہ درندوں کے سردار شیر کی صورت پر ہے اور ایک فرشتہ چارپایوں کے سردار بیل کی صورت میں ہے اور وہ یوم العجل یعنی بچھڑے کے معبود بنائے جانے کے دن سے اس وقت تک سخت غصے کی حالت میں ہے۔ کہ میں بیلوں میں ہوں اور ایک بچھڑے کو معبود بنا لیا گیا ہے، اس لئے میری سخت بے عزتی ہوئی ہے اس وقت سے اس کا غصہ اترا ہی نہیں رہا اس فرشتے کا۔ اور ایک فرشتہ پرندوں کے سردار باز کی شکل میں ہے۔ (ابوالشیخ بحوالہ درمنثور للسیوطی، سورہ المومن زیر آیت نمبر ۸)۔

اب جس نے بھی دیومالائی کہانیاں پڑھی ہوئی ہیں وہ فوراً سمجھ سکتا ہے کہ یہ نعوذ باللہ من ذالک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی حدیث ہو ہی نہیں سکتی۔ دیومالائی کہانیوں کی پیداوار ہے اس سے زیادہ اس کی کوئی بھی حقیقت نہیں۔ مگر محدثین نے بے چاروں نے یہ بحثیں اٹھائی ہیں کہ یہ صحابی پر جا کے کھڑی ہوتی ہے یا تابعی پر جا کے کھڑی ہوتی ہے۔ اصطلاحاً اس کو مرفوع کہا جا سکتا ہے کہ نہیں اور مرفوع کہہ کر وہ سمجھتے ہیں کہ یہ حدیث قابل اعتماد ہو گئی۔

اب ایسی ہی ایک مرفوع حدیث "عن ام سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ"۔ ام سعد سے روایت ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہا، کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ عرش ایک ایسے فرشتے پر ہے۔ چار فرشتے نہیں ہیں عرش کے، ایک ہی فرشتے نے اٹھایا ہوا ہے۔ ایک ایسے فرشتے پر ہے جو موتی سے بنا ہوا ہے اور مرغ کی شکل پر ہے۔ اب چونکہ یہ مرفوع بن گئی اس لئے مولوی انہی حدیثوں کے اوپر وعظ بناتے اور عجیب و غریب کہاوتیں پھیلا کر اسلام کا تصور ہی بگاڑ دیتے ہیں۔ پھر فرمایا اس کے پاؤں زمین کی نرم تہہ میں ہیں اور اس کے پر مشرق میں اور اس کی گردن عرش کے نیچے ہے۔ (ابن مردویہ بحوالہ درمنثور سورہ المومن زیر آیت نمبر ۸)۔

اب بتائیے یہ کلام حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ہو سکتا ہے؟ کوئی انسان جس کی سیرت محمدؐ رسول اللہ پر نظر ہو، جس نے صحیح بخاری اور دوسری صحاح کتب کا مطالعہ کیا ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اس پاک سیرت پر نظر ہو جو قرآن پیش کرتا ہے وہ ایک لحظہ کے

لئے بھی اس کو مان نہیں سکتا۔ اس سے بڑی گستاخی آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ممکن ہی نہیں ہے کہ اس قسم کی لغویات کو آپ کی طرف منسوب کیا جائے۔

اور ایک اور مرفوع حدیث جس کو محققین کہتے ہیں یہ مرفوع ہے "عن ابن عباس" حضرت ابن عباس سے روایت ہے۔ حضرت ابن عباسؓ پر جو سب سے زیادہ ظلم کیا گیا ہے وہ ان لوگوں کی طرف سے کیا گیا ہے جنہوں نے آپ کا نام بیچنے کے لئے وضعی حدیثیں آپ کی طرف منسوب کر دیں۔ وہ روایت کیا ہے؟ عرش اٹھانے والوں میں ہر ایک کے کندھے اور اس کے پاؤں کے تلوے کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مزید ذکر کیا کہ اس فرشتے کا ایک قدم مشرق سے مغرب تک ہے (عبد بن حمید ابن مردویہ والبیھقی بحوالہ در منثور للسیوطی، سورہ المومن زیر آیت ۸)۔ اگر پانچ سو سال کی مسافت ہے پاؤں کے تلووں سے اور اس کے درمیان پھر قدم تو اس سے بھی بہت زیادہ ہو گا جتنی زمین پوری کی پوری ہے۔

ہر وہ حدیث جو خود آپس میں بھی متضاد ہو اور قرآن کے مضامین سے بھی ٹکراتی ہو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف منسوب ہو ہی نہیں سکتی

لیکن ایک اور حدیث بھی سن لیں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی طرف منسوب ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وہ کہتے ہیں چار نہیں آٹھ ہیں۔ اور یہ حدیث جس نے بھی بنائی ہے اس کی قرآن کریم کی ایک آیت پر نظر ہے جس میں آٹھ کا ذکر ملتا ہے۔ اگرچہ فرشتوں کا ذکر وہاں نہیں ہے۔ ابو شیخ و ابن ابی حاتم بحوالہ در منثور۔ کہتے ہیں عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ عرش کو اٹھانے والے آٹھ ہیں۔ ان میں سے ایک کے گوشہ چشم سے، آنکھ کے ایک کونے سے، اس کی آنکھوں کے پچھلے حصے تک پانچ سو سال کی مسافت ہے (ابو الشیخ و ابن ابی حاتم، بحوالہ در منثور للسیوطی، سورہ المومن آیت ۸)۔

یہ دیومالائی کہانیوں کو بھی مات کرنے والی باتیں ہیں۔ اور پتہ نہیں کون سے مصنف تھے جو اس زمانے میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کے اور عقل کے درمیان کروڑوں سال کا فاصلہ تھا، یہ میں کہہ سکتا ہوں۔ فرشتوں کی آنکھوں اور پچھلے حصے میں تو پتہ نہیں کتنا فاصلہ تھا مگر ان وضع کرنے والوں اور عقل کے درمیان کروڑہا میل کا فاصلہ ہو گا یا کروڑہا Light Years کا فاصلہ قرار دیا جائے تو مبالغہ نہیں ہو گا۔ اور پھر ظلم کتنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف باتیں منسوب کر رہے ہیں۔

ایک حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہوئی ہے مگر یہ حدیث جو ہے ایک ایسی کتاب میں موجود ہے جو کتاب اپنے لحاظ سے وقعت رکھتی ہے اور اس میں اس کا پایا جانا بہت بڑا ظلم ہے۔ سنن ابی داؤد میں یہ حدیث آئی ہوئی ہے اور یہ درست ہے کہ صحاح میں بھی کئی دفعہ ایسی حدیثیں آئی ہیں جن میں اندرونی شہادت اس بات کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا کلام نہیں ہو سکتا۔ یہ بھی نہی میں سے ایک ہے۔ حضرت جابرؓ کی روایت بیان کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اذن ملا ہے کہ میں عرش اٹھانے والے فرشتوں میں سے ایک فرشتے کے بارے میں کچھ بتاؤں جس کے کانوں کی لو سے اس کے کندھوں تک سات سو سال کی مسافت ہے (سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی الجھیم)۔

اب فرشتوں کا سارا تصور ہی مکانی، مادی تصور اور ایسا عجیب و غریب تصور جو آپ کو یونانی دیومالائی کہانیوں میں بھی نہیں ملے گا ان کا تصور بھی اس کے مقابل پر بہت محدود ہے۔ یعنی لو سے لے کر کندھے تک سات سو سال کی مسافت ہے۔ یہ ان لوگوں کی بنائی ہوئی حدیثیں ہیں جنہوں نے عرش کو اونچا کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ کہتے ہیں عرش الٰہی تو پھر بہت ہی اونچا ہو گا تو جن فرشتوں نے اٹھایا ہوا ہے ان کا بھی تو قد کافی ہونا چاہئے۔ یہ اس تصور کی پیداوار حدیثیں ہیں بالکل واضح طور پر۔ اس سے تو غالب بہتر نکلا، اس نے تو یہ کہا ہے صرف کہ ۔

منظر اک بلندی پر اور ہم بنا سکتے ☆ عرش سے پرے ہوتا کاش کہ مکاں اپنا

یہ تو کہتے ہیں کہ ہمارا بنایا ہوا منظر ہے لیکن یہ ظلم کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف جن پر ایسی بیان کتاب اتری ہے۔ جس کی کوئی مثال الٰہی کتابوں میں دکھائی نہیں دیتی۔ قرآن میں پڑھ کر دیکھیں کہیں اس قسم کی واہیات باتیں اشارۃً بھی موجود ہیں؟ لیکن باقی کتب میں بعد میں انسان نے کچھ باتیں داخل کر دیں مگر اللہ تعالیٰ نے قرآن کی حفاظت فرما کر ہمیشہ ہمیش کے لئے انسانیت کو فتنوں سے بچا لیا ہے۔ جو بھی حدیث منسوب ہو اور قرآن کے تصورات سے ٹکراتی ہو، قرآن کی طرز بیان سے ٹکراتی ہو، قرآن میں مذکور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شخصیت اور آپ کی ذات سے ٹکراتی ہو وہ رد کرنے کے لائق ہے ہرگز وہ محمدؐ رسول اللہ کا کلام نہیں ہو سکتا۔

اب یہ حدیث جو ہے عبد بن حمید، یہ بھی درمنثور ہی کا کارنامہ ہے اور ایک صحابی کی معرفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تک مرفوع کی گئی ہے۔ حضرت میسرہؓ سے روایت ہے کہ عرش اٹھانے والوں کے پاؤں زمین کی تہہ میں ہیں اور ان کے عرش کو پھاڑ کر نکلے ہوئے ہیں۔ یعنی نعوذ باللہ من ذالک خدا جہاں جسمانی طور پر بیٹھا ہوا ہے اس کی پیٹھ تخت سے نہیں لگ رہی کیونکہ جو اٹھانے والے ہیں وہ اتنے لمبے تھے کہ پاؤں زمین کی تہہ میں لیکن قد عرش کو پھاڑ کر اوپر نکلے ہوئے ہیں۔ اور انتہائی خشوع کی حالت میں ہیں۔ اپنی آنکھیں اوپر نہیں اٹھاتے۔ ساتویں آسمان والوں سے وہ سخت خوف میں ہیں اور ساتویں آسمان والے اپنے سے نچلے آسمان والوں سے شدید خوف میں ہیں اور وہ اپنے سے نیچے آسمان والوں سے شدید خوف میں ہیں (عبد بن حمید، بحوالہ درمنثور، سورہ المومن زیر آیت ۸)۔

اوپر والوں کا خوف کوئی نہیں نچلوں کا ہی خوف ہے صرف۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ ساتویں آسمان کے اوپر عرش ہے اس پر ان کو بٹھایا اور عرش سے اوپر سر نکال دیئے۔

یہ اس رسول کی طرف منسوب ہوا ہے جس کے متعلق قرآن گواہی دیتا ہے کہ آپ کے معراج کے ارتقائی سفر میں جو آپ کی روحانیت کا سفر تھا اس میں عرش سے پہلے آپ رک گئے ہیں اور آگے کسی کو مجال نہیں ہے۔ وہ عرش یعنی معنوی عرش جو تنزیہی عرش ہے اس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالوں سے میں کروں گا تو پھر آپ کو سمجھ آئے گی کہ خدا سے نور یافتہ انسان، خدا سے تائید یافتہ مہدی کیا چیز ہے اور یہ علماء جن من گھڑت قصوں کے پیچھے لگے ہوئے ہیں ان کی کیا حیثیت ہے۔ وہ کہتے ہیں وہ خوف میں ہیں اور سارے اپنے نچلے والوں سے ڈر رہے ہیں بڑا سخت۔ اور عرش پھاڑ کر اس بے چارے کا تو رہنے ہی کچھ نہیں دیا، عرش کو تو پارہ پارہ کر دیا انہوں نے۔ کسی چیز کو آپ پتلی تختی ہو یا کاغذ ہو کیلوں کے اوپر یوں گاڑ دیں جس طرح کیل باہر نکل آتے ہیں کہتے ہیں اس طرح ان فرشتوں کے سر عرش سے باہر آئے ہوئے ہیں۔

اور در منثور ہی کا ایک اور کمال یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم باہر تشریف لائے، صحابہ ذکر کی مجلس میں تھے۔ آپؐ نے فرمایا میں نہ تمہیں بتاؤں اللہ تعالیٰ کی شان کی باتیں۔ تو انہوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ آپ بتائیں تو آپ نے فرمایا عرش اٹھانے والوں میں ایک فرشتہ ہے جسے اسرافیل کہتے ہیں، عرش کے کناروں میں سے ایک کنارہ اس کے کندھے پر ہے۔ اس کے قدم ساتویں زمین کی تہہ کو پار کر گئے ہیں۔ یعنی نیچے لٹک رہے ہیں قدم اور سر ساتویں آسمان کو پار کر گیا ہے اور یہ بھی تمہارے رب کی مخلوق میں سے ہے (ابو شیخ بحوالہ درمنثور، سورہ المومن زیر آیت ۸)۔

مخلوق لفظ نے، باقی کہانی تو ویسے ہی لغو تھی مگر لفظ مخلوق نے تو اس کا کچھ بھی باقی نہیں رہنے دیا۔ تو جب تک خدا کو عرش نصیب نہیں ہوا جب تک یہ مخلوق پیدا نہ ہوئی۔ کیونکہ عرش پر قرار اس کا دائمی قرار ہونا چاہئے مگر جو فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں ان کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا وہ مخلوق ہیں۔ پس اگر وہ مخلوق ہیں تو ازل سے خدا بغیر عرش کے تھا جب تک یہ مخلوق پیدا نہ ہوئی اور ازل ایک ایسی چیز ہے جس کی انتہا کوئی نہیں اس کے دوسری طرف جتنا بھی آپ چلتے جائیں کوئی کنارہ ہی نہیں ہے۔ تو خدا ابد میں رہے تو رہے، ازل میں تو باقی نہیں رہتا پھر۔ غرضیکہ یہ وہ تصور عرش ہے جو ان کے تصورات کی انتہائی چھلانگ ہے۔

اور ایک اور درمنثور کی حدیث سن لیجئے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا مجھے اجازت دی گئی ہے اب کہ میں ایک ایسے فرشتے کے بارے میں بتاؤں جس کے پاؤں ساتویں زمین کو بھی پار کر گئے ہیں اور عرش اس کے کندھوں پر ہے۔ یہاں تضاد جو ہے دوسری حدیث سے واضح ہے وہاں سر بھی پار کر گیا تھا لیکن یہاں عرش اس کے کندھوں پر ہے اور وہ اکیلا ہی ہے۔ وہ کہتا ہے تو پاک ہے، تو کہاں تھا، تو کہاں ہو گا (ابو یعلی و ابن مردویہ بحوالہ در منثور للسیوطی، سورہ المومن زیر آیت ۸)۔

بس یہ کلام ہے جو اس کی زبان سے جاری و ساری ہے تو پاک ہے، تو کہاں تھا، تو کہاں ہو گا۔ یہ جو تصورات ہیں ان ظلمات سے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور امام مہدی نے اللہ کے نور سے نجات بخشی ہے۔ وہ نور عطا کیا جو خدا کے نور کے تصور کے لئے لازم تھا کیونکہ آنکھ نور کی طرح ہے جس کے بغیر آسمان کا نور دکھائی نہیں دے سکتا۔ جب تک عقلوں کو جلاء نہ ملے، جب تک عقلوں کو نور نہ عطا ہو آسمان کا نور بالکل بے کار اور بے معنی ہو جاتا ہے کیونکہ اندھا سورج کی روشنی کر دیکھ نہیں سکتا۔ اس لئے اپنی ذات میں تو وہ معنے نہیں کھوتا لیکن ہر اس شخص کے لئے بے معنی ہو جاتا ہے جو آنکھ کے نور سے یا اپنے فطری نور سے محروم ہو۔ پس اس قسم کے لوگوں نے اسلام کو دیکھا، اسلام کو بدنام کیا، ایسی تفسیروں میں یہ قصے راہ پا گئے جنہوں نے امت محمدیہ کو قصوں، کہانیوں کی امت بنا دیا۔ پس اب میں آپ کو دو احادیث صحیحہ جو بخاری سے لی گئی ہیں ان کے حوالے سے عرش کا تصور بتاتا ہوں اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون پر جو روشنی ڈالی ہے اس کے متعلق کچھ کہوں گا۔

میں نے یہ بھی کہا تھا کہ قرآن کریم میں فرشتوں کے عرش کو اٹھانے کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ بعض لوگ تعجب کریں گے کیونکہ تفسیر صغیر میں بھی بعض آیات کے ترجمے میں فرشتوں کے اٹھانے کا ذکر ملتا ہے۔ مگر جب اصل آیات دیکھیں اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی وہ عبارتیں جو میں آپ کو پڑھ کے سناؤں گا ان پر غور کریں اور قرآن کریم کے جو حوالے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے دیئے ہیں

BUYING GROUP FOR GROCERS
AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
081 478 6464 & 081 553 3611

ان کو دیکھیں تو یہ ترجمہ درست دکھائی نہیں دیتا۔ یا معنوی ہے جس کو ہم سمجھ نہیں سکے۔ کوئی تفسیری محاورہ استعمال کیا گیا ہے اور حضرت مصلح موعودؓ بعض دفعہ ایسے ترجمے کرتے ہیں جن کا معنیٰ آپ کو تو علم ہے لیکن پڑھنے والا اس سے کچھ اور اخذ کر سکتا ہے۔ کیونکہ تفسیر صغیر خصوصیت سے چونکہ بیماری کے ایام میں لکھی گئی تھی اور اس کو خود براہ راست آپ کو دوسری تیسری دفعہ دہرانے کا موقع نہیں ملا۔ اس لئے ایسی چیزوں کا وہاں پایا جانا ہرگز بعید از قیاس نہیں۔ لیکن حضرت مصلح موعود کا ایک مقام ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک مقام ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ایک مقام ہے اور قرآن کا ایک مقام ہے۔ ان مقامات کے دائرے میں ہمیں نچلے مقام کو اوپر کے مقام پر فضیلت دینے کا ہرگز کوئی حق نہیں ہے۔ جو چاہے میرے اس اعلان پہ اعتراض کرے مجھے خوشی سے قبول ہے مگر اگر مضمون ٹکراتا ہوا دکھائی دے تو ادنیٰ مقام پر اعلیٰ مقام ضرور حاوی ہوگا۔ اور لیکن اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں ہے کہ کسی نے جان بوجھ کر نعوذ باللہ من ذالک، بالا مضمون سے انحراف کر کے کوئی اور بات پیدا کی ہے۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے بعض دفعہ فرشتوں کا تصور بھی مختلف ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ کی کتاب "ملائکۃ اللہ" آپ پڑھیں تو اس سے پتہ چلے گا کہ تمام صفات دراصل فرشتوں کے زیر نگیں ہیں اور صفات اور فرشتے آپ کے نزدیک بعض دفعہ ایک ہی چیز کی دو صورتیں دکھائی دیتی ہیں۔ تو اس لئے میں اشارہ کر رہا ہوں کہ وہاں تضاد دور کرنے کے لئے ایک ہی راہ ہے کہ ہم یہ سمجھیں کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرشتوں کو عام انسانی تصور کے مطابق ہرگز نہیں لیا۔ نہ عرش کا وہ معنی سمجھا ہے جو عرف عام میں سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ تفسیر صغیر تھی تفصیل کی بحث وہاں موقع نہیں تھا اس لئے مختصر لفظ استعمال کیا ہے۔ جو قرائن سے یوں ہی معلوم ہوتا ہے کہ ایسا ہی ہوگا مثلاً "وانشقت السماء فھی یومئذ واھیۃ" اور آسمان پھٹ جائے گا اور وہ اس دن بودا دکھائی دے گا "والملک علیٰ ارجائھا" اور فرشتے اس کے کناروں پر ہونگے "ویحمل عرش ربک فوقھم یومئذ ثمانیۃ" (الحاقۃ: ۱۷، ۱۸) اور اس دن آٹھ طاقتیں "ثمانیہ" آٹھ طاقتیں عرش الٰہی کو اٹھائے ہوئے ہونگی۔ اب چونکہ پہلے فرشتوں کا ذکر کیا گیا تھا اس لئے سیاق و سباق کے پیش نظر اگر ان طاقتوں کو فرشتے کے نام سے ظاہر کیا گیا ہو تو یہ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص لفظ فرشتہ پر زور دے تو اس کو میرا وہ جواب ہے جو میں پہلے دے چکا ہوں۔ اگر کوئی یہ کہے کہ حضرت مصلح موعودؓ اور دوسرے مضامین میں تضاد ہے تو اصل اس کا جواب یہ ہے کہ تضاد نہیں، تم سمجھ نہیں سکے، حضرت مصلح موعودؓ کی نظر فرشتوں کے مضمون پر بہت گہری اور وسیع تھی جس نے کتاب "ملائکۃ اللہ" کا مطالعہ کیا ہو وہ جسمانی تصور حضرت مصلح موعودؓ کی طرف منسوب کر ہی نہیں سکتا، نہ عرش کا نہ فرشتوں کا۔ اس لئے فرشتہ کہنے کے باوجود آپ فرشتوں کو صفات الٰہی کا مظہر ہی سمجھتے ہونگے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

وہ قلب جہاں خدا جلوہ گر ہوا ہے یعنی ان صفات کاملہ کے ساتھ جو اس سے پہلے کسی انسان نے نہیں دیکھی تھیں، اپنی کامل شان کے ساتھ نہیں دیکھی تھیں، وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا دل تھا

یہ میں اس لئے بہت کھل کر تفصیل بیان کر رہا ہوں کہ بعض نیم پڑھے ہوئے لوگوں کا یہ طریق ہے کہ ساری بات پر نظر ہوتی نہیں ایک بات کہیں اور دکھائی دے دی اور اعتراض شروع کر دئے اور خطوط کی بھرمار شروع کر دی کہ آپ نے تو یہ کہا ہے مصلح موعود نے تو وہ کہا ہے تو بعد میں جو میں جواب دہیاں کرتا رہوں میں ابھی سے بات کھول دیتا ہوں کہ مجھے پتہ ہے کیا کہا ہے مگر میں اس کا یہ مفہوم سمجھتا ہوں۔ اگر آپ اس کا دوسرا مفہوم سمجھتے ہیں آپ کے مفہوم کو میں رد کرتا ہوں کیونکہ قرآن اور حدیث اور کلام الٰہی کا انداز اس حقیقت کو رد کر رہا ہے اور کلام الٰہی میں واضح، قطعی طور پر کسی فرشتے کا آسمان کو، عرش کو اٹھانے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اب سنئے احادیث۔

صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم "ان یمین اللہ ملاءی لا یغیضھا نفقۃ.... الخ" (صحیح بخاری کتاب التوحید باب وکان عرشہ علی الماء) ترجمہ اس کا یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ کا دایاں ہاتھ بھرا ہوا ہے۔ اب اللہ کا دایاں ہاتھ خود بتا رہا ہے کہ یہ باتیں اور عرش کا مضمون اور اٹھانے کا مضمون یہ سب معنوی باتیں ہیں اس کو جسمانی قرار دینا بالکل غلط اور حدیث کے مزاج کے ہی مخالف ہے۔ فرماتے ہیں اللہ کا دایاں ہاتھ بھرا ہوا ہے اس میں سے بغیر کسی وقفہ کے خرچ کرتے چلے جانا کوئی بھی کمی نہیں کر سکتا۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش سے اب تک کیا کچھ خرچ کیا لیکن اس خرچ نے بھی اس کے دائیں ہاتھ میں ذرہ بھر کمی نہیں آنے دی اور اس کا عرش پانی پر ہے اور اس کے دوسرے ہاتھ میں فیض ہے یا فرمایا کہ اس کے دوسرے ہاتھ میں قبض ہے، یہ راوی کو شک ہے۔ وہ بلند کرتا ہے اور نیچے گراتا ہے یعنی اٹھانا اور گرانا اللہ کا کام ہے خود اس کو کسی نے نہیں اٹھایا ہوا۔

اور یہاں پانی پر عرش کہنا صاف بتاتا ہے کہ یہ حدیث مبنی بر قرآن ہے کیونکہ قرآن کریم میں واضح طور پر فرمایا گیا ہے تخلیق کا ذکر کرتے ہوئے "کان عرشہ علی الماء" (ھود: ۸) کہ اس سے پہلے اس کا عرش "ماء" پر تھا۔ اب یہ تشریح کہ "ماء" سے کیا مراد ہے جس پر اللہ کا عرش تھا یہ تو میں ابھی آپ کو بتاؤں گا لیکن ایک بات تو قطعی ہو گئی کہ "ماء" فرشتے تو نہیں ہیں اور پانی نے اگر عرش اٹھایا ہوا ہے تو پانی نے اٹھایا ہوا ہے اگر ظاہری پانی مراد لیا جائے۔ تو جب یہ سوال اٹھتا ہے کس نے اٹھایا ہوا ہے تو پھر آپ کو اس قسم کی حدیثیں ملیں گی جو بیہقی میں مثلاً کثرت سے ہیں کہ نیچے اس کی گہرائی میں زمین ہے زمین کے نیچے بیل ہے بیل کا ایک سینگ ہے اور سینگ کے اوپر وہ زمین کو اٹھائے ہوئے ہے اس پر عرش الٰہی، پھر اس کے اوپر خدا تعالیٰ اور جب وہ سینگ بدلتا ہے تو زلزلہ آجاتا ہے۔ وہ لوگ جو کہانی پرست ہوتے ہیں، جو ظاہر پرست ہیں، وہ مفہوم سمجھنے کی بجائے ظواہر کو پکڑ بیٹھتے ہیں اور اس سے مفاہیم کا حلیہ بگاڑ کے رکھ دیتے ہیں۔ پس سب سے پہلے تو نظر اس بات پہ ہونی چاہئے تھی کہ دایاں ہاتھ اگر پانی سے مراد ظاہری پانی ہے تو پھر دایاں ہاتھ سے مراد دایاں ہاتھ ہی لینا پڑے گا اور جس اللہ کا بدن ہو گیا اس کا دایاں ہاتھ ہو گیا، اس کا بایاں ہاتھ ہو گیا اس کا وجود ہی جاتا رہا۔ وہ بھی قصہ اور پانی بھی قصہ۔ مگر بخاری کی حدیث دیکھیں کیسی نور پر مبنی حدیث ہے بالکل واضح اور قطعی اور قرآن کے مزاج کے مطابق ہے۔

پھر حضرت ابن عباس سے بخاری ہی میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غم اور پریشانی کے وقت ان الفاظ میں دعا کیا کرتے تھے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو عظمت والا اور بردبار ہے۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جو عظمت والے عرش کا رب ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو آسمانوں اور بزرگی والے عرش کا رب ہے (صحیح بخاری کتاب التوحید باب تعرج الملائکۃ والروح الیہ)۔

اب میں آپ کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے حوالوں سے سمجھاتا ہوں کہ یہ اصطلاح کیا معنے رکھتی ہے۔ اور اللہ کے نور سے دیکھنے والے امام زمانہ نے ہمیں کیا بتایا کہ عرش کیا ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

> "عرش کا کلمہ خدا تعالیٰ کی عظمت کے لئے آتا ہے کیونکہ وہ سب اونچوں سے زیادہ اونچا اور جلال رکھتا ہے۔ یہ نہیں کہ وہ کسی انسان کی طرح کسی تخت کا محتاج ہے۔ خود قرآن میں ہے کہ ہر ایک چیز کو اس نے تھاما ہوا ہے اور وہ قیوم ہے جس کو کسی چیز کا سہارا نہیں"۔ (استفتاء صفحہ ۸، ۹)

پس ہر مزعومہ حدیث جو قرآن کریم میں صفات باری تعالیٰ سے ٹکراتی دکھائی دے وہ کسی قیمت پر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا کلام نہیں ہو سکتا۔ جو اس کو کہے گا وہ گستاخی کا موجب ہوگا۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

> "تمہارا خدا وہ خدا ہے جس نے چھ دن میں آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور پھر عرش پر قرار پکڑا۔ یعنی اول اس نے اس تمام دنیا کے تمام اجرام سماوی اور ارضی کو پیدا کیا اور چھ دن میں سب کو بنایا۔ (چھ دن سے مراد ایک بڑا زمانہ ہے) اور پھر عرش پر قرار پکڑا یعنی تنزہ کے مقام کو اختیار کیا۔ یاد رہے کہ "استویٰ" کے لفظ کا جب "علیٰ" پر صلہ آتا ہے تو اس کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ ایک چیز کا اس مکان پر قرار پکڑنا جو اس کے مناسب حال ہو جیسا کہ قرآن شریف میں بھی آیت ہے "واستوت علی الجودی" (ھود: ۴۵)، (یعنی حضرت نوحؑ کی کشتی نے پھر جودی پر قرار پکڑا یعنی جو مناسب اس کی بہترین جگہ تھی اترنے کی وہاں وہ کشتی کھڑی ہوئی ہے)۔ "یعنی نوح کی کشتی نے طوفان کے بعد ایسی جگہ پر قرار پکڑا جو اس کے مناسب حال تھا۔ یعنی اس جگہ زمین پر اترنے کے لئے بہت آسانی تھی۔ سو اسی لحاظ سے خدا تعالیٰ کے لئے استواء کا لفظ اختیار کیا یعنی خدا نے ایسی وراء الوریٰ جگہ پر قرار پکڑا جو اس کی تنزہ اور تقدس کے مناسب حال تھی۔ چونکہ تنزہ اور تقدس کا نام ماسوی اللہ کے فنا کو چاہتا ہے سو یہ اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ جیسے خدا بعض اوقات اپنی خالقیت کے اسم کے تقاضا سے مخلوقات کو پیدا کرتا ہے پھر دوسری مرتبہ اپنے تنزہ اور وحدت ذاتی کے تقاضا سے ان سب کا نقش ہستی مٹا دیتا ہے۔ غرض عرش پر قرار پکڑنا مقام تنزہ کی طرف اشارہ ہے تا ایسا نہ ہو کہ خدا اور مخلوق کو باہم مخلوط سمجھا جائے پس کہاں سے معلوم ہوا کہ خدا عرش پر یعنی اس وراء الوریٰ مقام پر مقید کی طرح ہے اور محدود ہے۔ قرآن شریف میں تو جا بجا بیان فرمایا گیا ہے کہ خدا ہر جگہ حاضر و ناظر ہے"۔

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۱۱۹)

SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS
MTV AHMADIYYA
SKY
TV ASIA
VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD.
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.
S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TELEPHONE 0276 20916 FAX 0276 678740
RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

یہ چونکہ عبارت بعض دوستوں کے لئے جن کو زیادہ عبور نہیں ہے زبان پر یا زیادہ توجہ اور غور سے اس کلام کو نہیں سن سکے، سمجھنا مشکل ہوگی۔ اس لئے میں اس کی کچھ تشریح آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اس عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے جب زمین و آسمان کو پیدا کیا، چھ دن سے مراد چھ دن نہیں بلکہ بہت لمبے زمانے ہیں، ان زمانوں میں جب پیدا فرما دیا تو تخلیق ہے وہ ہم آہنگ بھی ہوا اور اس کی صفات ہی سے یہ تخلیق ہوئی ہے۔ مبادا بعد میں کوئی یہ سمجھے کہ خدا اور تخلیق ایک ہی چیز کے دو نام ہیں جیسا کہ بعض مذاہب اس بات پر پیدا ہوئے جو صوفیوں میں ہمہ اوست کہلائے اور باہر کی دوسری دنیا میں Pantheism سے بعض مذاہب بنے۔ ان کا خیال تھا کہ خدا نے چونکہ پیدا کیا ہے اور ہر چیز اپنی صفات سے الگ نہیں ہو سکتی اس لئے اگر ساری کائنات صفات باری تعالیٰ ہی کے نتیجے میں پیدا ہوئی ہے اور وہی صفات اس میں جلوہ گر ہیں تو وہی خدا ہیں کیونکہ صفات موصوف سے الگ نہیں ہو سکتیں۔ یہ منطقی دلیل قائم کر کے صوفیاء میں ہمہ اوست کا عقیدہ جاگزیں ہوا اور دوسری دنیاؤں میں اس نام کے مذاہب بن گئے کہ وہی وہی ہے گویا مخلوق کوئی چیز نہیں۔

انسان کامل نے خدا کے اس کامل جلوے کو اٹھایا جو اس مخلوق کی انتہائی طاقت تھی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت کا یہ کمال ہے اور اس کے عرفان کی یہ شان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف تخلیق کا ذکر نہیں فرمایا بلکہ تخلیق سے جدا ہونے کا ذکر فرما دیا۔ پیدا کیا لیکن مل جل نہیں گیا۔ پھر وہ جدا ہوا اور اس مقام تنزہ پر عروج کیا جو اس کو ہر خلق سے بالا اور پاک اور صاف دکھاتا ہے۔ بلکہ وہ ایسا مقام ہے جو مخلوق کی نظر سے بھی بالاتر ہو جاتا ہے۔ پس تخلیق کے رستے سے تشبیہی صفات کا ہم نظارہ کرتے ہیں۔ اور جب تخلیق سے جدا ہو کر اللہ تعالیٰ اپنی ایسی شان میں جلوہ گر ہو کہ وہ اس میں تخلیق کا عنصر شامل نہ ہو، وہ صفات تنزیہی صفات کہلاتی ہیں اور انہی کا نام اس Context میں، ان عبارتوں میں، جن میں تخلیق کائنات کا ذکر ہے عرش مراد ہے۔ ان آیات میں جہاں تخلیق کائنات کا ذکر ہے عرش پر مستوی ہونے یا قرار پکڑنے سے یہی مراد ہے جو مسیح موعود علیہ السلام بیان فرما رہے ہیں کہ وہ تنزیہی صفات ہیں جو تخلیقی صفات سے خدا تعالیٰ کو الگ کر کے دکھاتی ہیں تا کہ کوئی شخص خدا تعالیٰ کی صفات کی جلوہ گری سے شرک میں مبتلا نہ ہو جائے اور مخلوق ہی کو خالق نہ سمجھ بیٹھے۔ ایک یہ معنی ہے۔

دوسرا معنی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے یعنی اسی معنے کی اول تو مختلف تشریحات فرمائی ہیں۔ پھر وہ معنی بھی کیا ہے جو میں آپ کے سامنے پہلے پیش کر چکا ہوں، وہ دل ہے اور مرد کامل کا دل ہے جس کو عرش قرار دیا جا سکتا ہے۔ میں نے جو یہ استنباط کیا اس کی بڑی وجہ پانی پر قرار تھا۔ اللہ تعالیٰ نے تخلیق کائنات کے ساتھ جو یہ ذکر فرما دیا "کان عرشہ علی الماء" (ھود:۸) خدا کا عرش پانی پر تھا۔ تو پانی پر عرش سے مراد کیا ہے؟ دوسری جگہ اللہ فرماتا ہے "وجعلنا من الماء کل شئی حی" (الانبیاء: ۳۱)۔ خدا نے پانی ہی سے ہر چیز کو پیدا کیا ہے۔ پس پانی سے زندگی کا تعلق ہے اور زندگی کا شعور سے تعلق ہے شعور کے بغیر خدا دکھائی ہی نہیں دے سکتا۔ پس باشعور طور پر خدا کے وجود کا احساس زندگی پر منحصر ہے اور "عرشہ علی الماء" کا مطلب یہ ہے کہ خدا نے آغاز آفرینش ہی سے پانی کو وہ صفات عطا کر دی تھیں جن سے زندگی پیدا ہونی تھی، جن سے شعور رونما ہونا تھا اور پھر اس شعور نے خدا تعالیٰ کی صفات کو دیکھنا تھا اور اس جلوہ گری کے لئے اپنے آپ کو اس کے حضور پیش کر دینا تھا۔ یہ وجہ ہے جو "عرشہ علی الماء" کا ذکر ہمیں قرآن کریم میں ملتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"چنانچہ ایک جگہ دل کو بھی عرش کہا گیا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی تجلی بھی دل پر ہوتی ہے اور ایسا ہی عرش اس وراء الوریٰ مقام کو کہتے ہیں جہاں مخلوق کا نقطہ ختم ہو جاتا ہے"۔ (ملفوظات جلد ۱۰ [مطبوعہ لندن] صـ ۳۶)

پس یہاں ان دونوں باتوں کو اکٹھا فرما دیا آپ نے۔ اس لئے کوئی یہ نہ سمجھے کہ جو میں نے پچھلے خطبے میں قلب کا ذکر کیا تھا اور خصوصیت سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے قلب کو خدا کی تخت گاہ بتایا تھا تو یہ ایک اپنے نفس کا خیال تھا، ایک فرضی بات تھی۔ قرآن کریم واضح طور پر، حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں، قلب کو ایک جگہ عرش قرار دیتا ہے۔ اور وہ قلب جہاں خدا جلوہ گر ہوا ہے یعنی ان صفات کاملہ کے ساتھ جو اس سے پہلے کسی انسان نے نہیں دیکھی تھیں، اپنی کامل شان کے ساتھ نہیں دیکھی تھیں، وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا دل تھا۔

چنانچہ معراج کے وقت آپ کے دل کا یہ نقشہ کھینچا گیا ہے "ماکذب الفؤاد مارای" (النجم: ۱۲) اللہ نے محمدؐ رسول اللہ کے دل کو جو کچھ دکھایا تھا یا اس دل نے جو کچھ دیکھا تھا معراج کی رات کو اس نے کوئی جھوٹ نہیں بولا۔ یہ جو "ماکذب الفؤاد مارای" کا یہ مطلب نہیں کہ نعوذ باللہ من ذالک، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا دل جھوٹ بول سکتا تھا تو نفی فرما دی گئی ہے۔ اصل جو گہرا مفہوم ہے اس کا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دل نے صفات الٰہیہ کی جس جلوہ گری کو سمجھا ہے اس میں کہیں بھی غلطی نہیں کی۔ ایک انسان کے دل پر خدا جلوہ گر ہوتا ہے، معمولی رنگ میں ہر ایک کے دل پر جلوہ گر ہو جاتا ہے کیونکہ وہ باشعور ہے، وہ پانی سے پیدا کیا گیا ہے، اس کو یہ صفات عطا ہوئی ہیں کہ وہ خدا کا تصور باندھ سکے مگر اکثر انسان غلطی کر جاتا ہے۔ جلوہ ہو بھی تو سمجھنے میں غلطی کر جاتا ہے اور اسی وجہ سے اختلاف مذاہب پیدا ہوتے ہیں۔ "ماکذب الفؤاد مارای" کا مطلب ہے کہ محمدؐ رسول اللہ کے دل نے جو کچھ دیکھا بعینہٖ وہی سمجھا جو دکھایا گیا تھا، ایک ذرے کی بھی غلطی نہیں کی۔ پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم صفات باری کا بیان کریں تو کامل یقین کے ساتھ اس پر ایمان لاؤ، اس کو درست سمجھو کیونکہ اس دل میں ناسمجھی اور غلط فہمی کے نتیجے میں بھی غلط بیان کرنے کا ملکہ ہی نہیں پیدا کیا گیا۔ خدا نے بنایا ہی نہیں یہ دل ایسا جو غلط سمجھ کر بات کر دے اور عملاً وہ جھوٹ نکلے۔ تو اب دیکھئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "یہ وراء الوریٰ مقام ہے جہاں مخلوق کا نقطہ ختم ہو جاتا ہے"۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا معراج بھی وہاں تک ہوا تھا جہاں مخلوق کا نقطہ ختم ہو جاتا ہے اور اس سے پرے خدا کی تنزیہی صفات تھیں۔ پس اس سے ورے ورے اگر کوئی عرش تھا جس نے خدا کی صفات کو اٹھایا ہوا تھا تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تھے۔ فرشتوں کا کہاں ذکر ملتا ہے وہاں۔ نہ قرآن میں نہ حدیث میں۔ حدیث میں یہ تو ملتا ہے کہ حضرت جبرائیل کے پر جلتے تھے وہاں تک پہنچنے سے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا معراج ہوا۔ کائنات کی ہر دوسری چیز پیچھے رہ گئی تھی۔ اتنی قطعی حدیث جو قرآنی آیات کی قطعی طور پر، واضح طور پر تشریح فرما رہی ہے اس کے مقابل پر ان حدیثوں کو کون دیکھے گا جو کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا نہیں فرشتوں کا سر تھا جو عرش تک ہی نہیں پہنچا عرش کو پھاڑ کر اوپر نکل گیا تھا اس تنزیہی مقام میں داخل ہو گیا جہاں خدا کے سوا کچھ بھی نہیں تھا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اہل علم اس بات کو جانتے ہیں کہ ایک تو تشبیہ ہوتی ہے اور ایک تنزیہ ہوتی ہے۔ مثلاً یہ بات کہ جہاں کہیں تم ہو وہ تمہارے ساتھ ہے اور جہاں پانچ ہوں وہاں چھٹا ان کا خدا ہوتا ہے۔ یہ ایک قسم کی تشبیہ ہے جس سے دھوکہ لگتا ہے کہ کیا خدا پھر محدود ہے"

پانچویں کے ساتھ چھٹا ہو گیا جہاں کہیں کوئی ہوا وہاں خدا چلا گیا فرمایا ہرگز نہیں یہ مراد نہیں ہے۔

"اس لئے اس دھوکے کو دور کرنے کے لئے بطور جواب کے کہا گیا ہے کہ وہ عرش پر ہے جہاں مخلوق کا دائرہ ختم ہو جاتا ہے"۔

یعنی موجود تو ہر جگہ ہے مگر تخلیق کی پہنچ نہیں ہے وہاں تک۔ بارہا میں یہ مثال دے کر کھول چکا ہوں کہ Dimensions بھی بدل جائیں تو ہمارا تصور اپنی Dimensions کی حدوں سے ٹکرا کر لوٹ آتا ہے اور اگلی Dimensions میں داخل ہی نہیں ہو سکتا۔ حساب کی رو سے سائنس دانوں نے آج کل چودہ Dimensions تک بنا رکھی ہیں لیکن وہ حساب کرنے والے خود بھی ذرہ بھی نہیں سمجھتے کہ وہ Dimensions کیا چیز ہے۔ اس میں کیسے کوئی چیز ہو سکتی ہے صرف حسابی نکتے ہیں۔ اپنی Dimensions سے مراد یہ ہے کہ دائیں بائیں، اوپر نیچے، اطراف اور وہ وقت جو ان اطراف میں سمٹی ہوئی چیز کے اوپر سے گزر رہا ہے یا پیچ سے گزر رہا ہے۔ ان کو Dimensions کہتے ہیں۔ اور یہ Dimensions چار ہیں یعنی چار اطراف ہیں ایک وقت کی طرف اور باقی تین جسمانی اطراف۔ ہماری کائنات انہی چار میں محدود ہے لیکن یہ ثابت ہے قرآن کریم سے بھی کہ اور Dimensions ہیں۔ اور اس کا ثبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ذریعے ہمیں ملا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ جنت کا عرض اس کا پھیلاؤ، اس کی وسعت زمین و آسمان کے برابر ہے۔ اب صحابہ تو یہی سمجھے کہ یہ Dimensions جو ہماری ہیں ان میں باتیں ہو رہی ہیں۔ اگر یہ ان کا سمجھنا درست ہوتا تو جہنم کے لئے کوئی جگہ باقی نہیں بچتی۔ کیونکہ ایک ہی Dimensions میں، ایک ہی طول و عرض اور وقت میں ایک سے زیادہ چیزیں ایسی نہیں سما سکتیں جو ایک دوسرے کی نفی کرتی ہوں۔ یا یہ ہوگی یا وہ ہوگی۔ مثلاً ایک بوتل میں جتنا پانی آتا ہے اتنا ہی آئے گا۔ اس بوتل میں اتنا پانی، اتنا شہد، اتنا شربت، اتنا کوکا کولا اکٹھا تو نہیں آپ بھر سکتے۔ تو یہ

محمد صادق جیولرز

MOHAMMAD SADIQ JUWELIER

آپ کے شہر ہمبرگ میں عرب امارات کی دوسری شاخ۔ ہمارے ہاں جدید ترین ڈیزائینوں میں خالص سونے کے زیورات دستیاب ہیں۔ عرب امارات کے بنے ہوئے ۲۲ قیراط سونے کے زیورات گارنٹی کے ساتھ دستیاب ہیں۔ نیز زیورات کی مرمت کے علاوہ ہر قسم کے زیورات آرڈر پر بھی بنوائیں۔ پرانے زیورات کو نئے میں بھی تبدیل کروا سکتے ہیں۔

ہمارے پتہ جات:

Hamburg:
Hinter der Markthalle 2
Near, Thalia Theater Karstedt,
20095 Hamburg,
Tel: 040/30399820

Frankfurt:
S. Gilani,
Tel: 069/685893

حافظ آباد (پاکستان) کے احمدی مسلمان پر
توہین رسالت کا مقدمہ

[پریس ڈیسک] پاکستان سے آمدہ رپورٹوں سے معلوم ہوا ہے کہ مکرم ناصر احمد صاحب آف حافظ آباد، پاکستان کے خلاف ایک مقدمہ زیر دفعہ ۲۹۵/سی تعزیرات پاکستان مورخہ ۹ اکتوبر ۱۹۹۵ء کو تھانہ سٹی حافظ آباد میں درج ہوا ہے۔ تفصیلات کے مطابق شہر کے دو دشمنان احمدیت عصمت اللہ ناز ولد کامل دین قوم مغل محلّہ تاج پورہ، حافظ آباد اور مہر عبدالحمید ولد مہر محمد اسلم محلّہ تاجپورہ، حافظ آباد نے پولیس کے روبرو ایک درخواست پیش کی جس میں لکھا گیا کہ:

"مسمی ناصر احمد ولد عبدالحمید قوم شیخ سکنہ محلّہ تاجپورہ، حافظ آباد سے عرصہ تقریباً ڈیڑھ سال قبل ہم نے دوستی ڈالی اور کچھ دیر بعد اس نے مرزائیت کی تبلیغ شروع کر دی۔ مختلف طریقوں سے ہمیں مرزائی بنانے کی کوشش کی۔ اس سلسلہ میں وہ ہمیں ربوہ بھی لے گیا۔ وہاں ہمیں رات ٹھہرایا، اپنے کئی رہنماؤں سے ملاقات کرائی جو ہمیں ملازمت، کاروبار اور شادی کے لالچ تک دینے لگے۔ واپسی پر بھی مسمی مذکور نے مرزائیت کی اشاعت کا سلسلہ جاری رکھا۔ جب اس نے یہ کہا کہ تمہارا دین ناقص ہے اور احمدیت افضل اور کامل دین ہے، امام مہدی مرزا غلام احمد آچکا ہے۔ اسے مان لو اور احمدی جماعت میں شامل ہو جاؤ اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ ہماری حکومت عنقریب آنے والی ہے تو ہمیں یہ گوارا نہ ہوا اور ہم نے اس کی دوستی سے توبہ کر لی۔ ہم نے تحریک ختم نبوت کے صدر مولانا عبدالوہاب سے رابطہ کیا ....

آپ سے گزارش ہے کہ مسمی ناصر احمد مذکور کے خلاف مقدمہ درج فرما کر باضابطہ کاروائی کی جائے"۔ چنانچہ مکرم ناصر احمد صاحب کے خلاف زیر دفعہ ۲۹۵/سی تعزیرات پاکستان مقدمہ درج ہوا۔ یاد رہے کہ یہ دفعہ توہین رسالت کی دفعہ ہے جس کے تحت سزا پاکستان کے قانون کے مطابق سزائے موت ہے۔ آجکل پاکستان میں تبلیغ کا عذر رکھ کر کئی احمدیوں کو مختلف مقدمات میں ملوث کیا جا رہا ہے۔ احباب جماعت سے گزارش ہے کہ وہ اپنے ان بھائیوں کو دعاؤں میں خصوصیت سے یاد رکھیں۔

> اس تاریکی کے زمانہ کا نور میں ہوں جو شخص میری پیروی کرتا ہے وہ ان گڑھوں اور خندقوں سے بچایا جائے گا جو شیطان نے تاریکی میں چلنے والوں کے لئے تیار کئے ہیں۔ (مسیح ہندوستان میں)

احمدی بھائیوں کی اپنی قابل اعتماد ٹریول ایجنسی
ہوائی سفر کیلئے
INDO-ASIA REISEDIENST
کا خدمت کے نئے انداز
دُنیا کے گرد پھیلے ہوئے پانچ براعظموں میں کسی بھی ملک میں سفر کرنے کیلئے مناسب داموں پر ہوائی جہاز کے ٹکٹ حاصل کریں اور
اسی طرح پاکستان کے مختلف شہروں کے بارعایت ٹکٹ کے حصول کیلئے ہماری خدمات سے فائدہ اٹھائیں
جلسہ سالانہ قادیان کیلئے
بکنگ جاری ہے
P.I.A کی خصوصی پیشکش
۴ افراد پر مشتمل کنبہ کیلئے ٹکٹ میں ۱۰ فیصد رعائت

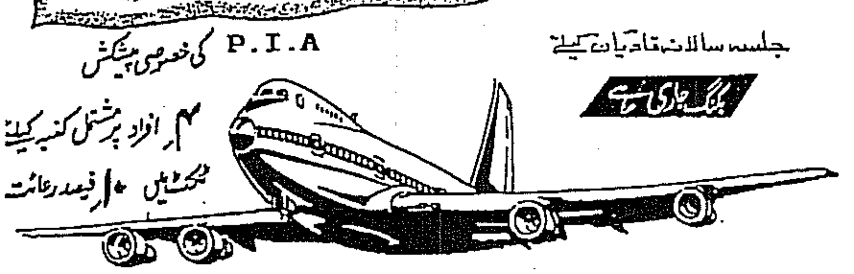

امریکہ اور کینیڈا کیلئے ـــــ Last Minute Price
سٹٹگارٹ میونخ ہمبرگ Düsseldorf سے کراچی ab 980,-
عمرہ یا حج کی ادائیگی ہر مسلمان کی دلی آرزو ہے، پاکستان جاتے ہوئے اس اہم ترین سفر کے لئے ہم سے رابطہ کیجئے اور اپنی نشست محفوظ کرا لیجئے۔ مسافروں کا آرام ہمیشہ ہماری اولین ترجیح رہا ہے۔
آپ جرمنی کے کسی بھی ایئرپورٹ سے براستہ فرینکفرٹ ڈائریکٹ لاہور اور اسلام آباد فضائی سفر کر سکتے ہیں
نیز ہمارے ہاں انگریزی اور اردو کا جرمن زبان میں ترجمہ کروانے کا بندوبست بھی موجود ہے
آپ کی خدمت کے منتظر
منیر احمد چوہدری (ایئرپورٹ سوشل ورکر) عبدالسمیع (ویٹنے وکیل والے)
Indo - Asia Reisedienst
Am Hauptbahnhof 8 60329 Frankfurt
Tel. : 069 - 236181

مراد ہے Dimensions سے۔ تو صحابہ یہ سمجھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم قرآن کریم کی اس آیت کو جس میں فرمایا گیا ہے کہ زمین و آسمان کے برابر جنت کی Dimensions ہیں شاید نظرانداز فرمارہے ہیں کیونکہ اگر یہ درست ہے تو جہنم کہاں ہوگی پھر۔ یہی سوال انہوں نے کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جواب دیا کہ جہنم بھی وہیں ہوگی مگر تم اس کا شعور ہی نہیں رکھتے۔ یعنی تمہیں پتہ ہی نہیں کہ Dimensions ہوتی کیا چیز ہیں۔ اگر Dimensions بدل جائیں تو اسی ظاہری جگہ میں جہاں ایک بوتل پانی آتا ہے اگر Dimensions بدل جائیں تو اسی ظاہری جگہ میں ایک ریڈیائی طاقت بھی موجود ہو سکتی ہے۔ لہروں کی مختلف شکلیں بھی تو موجود ہو سکتی ہیں۔ حالانکہ ان کی بھی Dimension یہی ہے۔ اس کے باوجود اپنی لطافت کی وجہ سے وہ اس جگہ کو بھر سکتی ہیں جو پہلے ہی بھری ہوئی دکھائی دے رہی ہے اور اس سے بے تعلق بھی ہونگی۔ چنانچہ ایک بوتل جو پانی سے بھری ہوئی ہو اس میں اتنی قسم کی ریڈیائی لہریں اور ایکسرے لہریں اور کئی قسم کی اور لہریں اور مائیکروویوز اور دوسری موجود ہیں کہ ان کا شمار آپ نہیں کر سکتے۔ ان میں سے ہر ایک، ایک پیغام رکھتی ہے، ایک تصویر رکھتی ہے، ایک آواز رکھتی ہے، ایک اپنا انداز رکھتی ہے۔ تو یہ جو مضمون تھا یہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو سمجھایا۔ پس اس مضمون کے پیش نظر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ کلام آپ آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔

فرماتے ہیں یہ Dimensions کی بات ہے۔ یہاں یہ کہہ رہے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ اللہ وہاں ہونے کے باوجود وہاں نہیں ہے کیونکہ اپنی تشبیہی صفات میں وہاں ہے اور تنزیہی صفات کو چونکہ تشبیہی صفات چھو بھی نہیں سکتیں اس لئے وہاں ہوتے ہوئے بھی وہاں نہیں ہے۔ اس مضمون کو سمجھنا ہو تو قرآن کریم کی وہ آیات دیکھیں جہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ قریب ہے، قریب تر ہے شہ رگ سے۔ جان کی، زندگی کی رگ سے بھی قریب تر ہے۔ اور بعید تر ہے اس سے زیادہ لطیف کوئی چیز نہیں۔ اس سے زیادہ حاضر کوئی چیز نہیں وہ ظاہر بھی ہے، وہ باطن بھی ہے، وہ حاضر بھی ہے اور وہ غائب بھی ہے تو یہ متضاد باتیں Dimensions کے بدلنے کے نتیجے میں ہی صحیح ہو سکتی ہیں ورنہ نہیں۔ پس ہر جگہ ہو اور اندھوں اور بدنصیبوں سے دور تر بھی ہو ان باتوں کو اس طرح آپ سمجھیں تو پھر یہ عرش الٰہی کا مضمون سمجھ آئے گا۔

عرش الٰہی کا ایک مفہوم یہ بنتا ہے کہ وہ خدا جس کی تنزیہی صفات تخلیق کی پہنچ سے بالاتر ہیں، ایسی بالا ہیں کہ مخلوق کو جو بلند ترین مقام نصیب ہو سکتا تھا وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو نصیب ہوا۔ اور آپؐ بھی اس مقام پر جا کر رک گئے جس کے بعد محض خدا کا مقام رہ جاتا ہے اور تشبیہی صفات کو اجازت ہی نہیں ہے، توفیق ہی نہیں ہے کہ وہ تنزیہی صفات کا کچھ پا سکیں۔ پس ایک تو عرش کی جلوہ گری یہ ہے۔

دوسری بالکل واضح اور کھلی بات ہے کہ خدا کوئی جسم تو ہے نہیں جو پانی کے اوپر بیٹھا ہو۔ ہاں پانی سے جو زندگی پیدا ہوئی اس کو یہ توفیق ملی ہے کہ خدا کا تصور باندھ سکے ورنہ گندگی کے کیڑے کو خدا کا تصور کیا ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی ہے تو بہت ہی مبہم اور مخفی اور بالکل ہی معمولی، اس کی کوئی حیثیت ہی نہیں۔ مگر اس پانی سے جو وجود زندہ ہوا ہے جو سب سے اعلیٰ اور سب سے فائق اور سب سے اعلیٰ اور برتر تھا وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تھے۔ پس کجا یہ کہ محمدؐ رسول اللہ کے دل پر خدا جلوہ گر ہو کجا یہ کہ پانی پہ بیٹھا ہو یعنی ظاہری پانی پر، زمین و آسمان کا فرق ہے ان دو باتوں میں۔ ایک صرف کہانی ہے اور ایسی کہانی ہے جو خدا کے وجود کو مادی بنا کر دکھاتی ہے۔ ایک حقیقت ہے اور ایسی صاحب عرفان حقیقت ہے جس پر جتنا بھی غور کریں اتنا ہی دل یقین سے بھرتا چلا جاتا ہے کہ یہ بات سچی ہے۔ پس وہ خدا جو کبھی جلوہ گر ہوا ہے یعنی اس دائرے میں جس میں انسانوں کو پیدا کیا گیا وہ کبھی کسی نبی کے دل پر اس طرح جلوہ گر نہیں ہوا جیسے محمدؐ رسول اللہ کے دل پر جلوہ گر ہوا۔ وہ خدا جس کو موسیٰ کو دیکھنے کی طاقت نہیں تھی جس کو خدا نے بتایا کہ تجھ میں جان نہیں ہے، تجھ میں استطاعت نہیں ہے کہ میرا وہ جلوہ دیکھ سکے جس کا تو مطالبہ کر رہا ہے وہ محمدؐ رسول اللہ کا دل تھا جس نے یہ جلوہ اٹھایا ہے۔ وہ جلوہ جس کی آسمانوں کو طاقت نہیں تھی، جس کی زمینوں کو طاقت نہیں تھی، نہ بڑے کو طاقت تھی، نہ چھوٹے کو طاقت تھی "فحملها الانسان" اس کو انسان نے اٹھا لیا۔ اب دیکھ لیں حمل کا لفظ یہاں موجود ہے۔ عرش کا حمل اس کو کہتے ہیں۔ محمدؐ رسول اللہ کے دل نے وہ صفات باری اپنی ذات پر اٹھائی ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "حملها الانسان" اس انسان کامل نے خدا کے اس کامل جلوے کو اٹھایا جو اس مخلوق کی انتہائی طاقت تھی اس سے آگے اس مخلوق کو پہنچنے کی استطاعت ہی عطا نہیں کی گئی تھی۔

پس یہ معنے ہیں عرش الٰہی کے، اور بھی ہیں مگر اگر وقت ملا تو اسی مضمون پر آئندہ انشاء اللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اور اقتباسات آپ کے سامنے رکھوں گا ورنہ پھر ہو سکتا ہے کوئی دوسرا مضمون شروع کر دیا جائے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

> صبر ایک عظیم تربیتی دور ہے جس میں سے مومن کو گزارا جاتا ہے اور صبر کے بغیر اعلیٰ اخلاق کی تربیت اپنے پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتی

(چھٹی قسط)

سوال و جواب

مجلس انصار اللہ برطانیہ کے زیر اہتمام مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۹۵ء کو محمود ہال لندن میں ایک مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی جس میں بعض غیر از جماعت احباب نے بھی شمولیت فرمائی۔ اس موقع پر معزز مہمانوں کے ساتھ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی گفتگو افادہ احباب کے لئے ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر پیش کر رہا ہے۔ اسے مکرم یوسف سلیم ملک صاحب نے مرتب کیا ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ (مدیر)

ایک لطیفہ - ایک حقیقت

مستورات کی طرف سے اس سوال پر کہ ہم تو مانتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع، اللہ کے خلیفہ ہیں کیا اس کے بعد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کر کے جماعت میں داخل ہونا ضروری ہے؟

حضور ایدہ اللہ نے جواباً فرمایا یہ سوال انہوں نے بہت Late اٹھایا ہے۔ یہ سوال تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی بیعت کے وقت اٹھنا چاہئے تھا۔ حضرت مرزا صاحب تو ایک امام مہدی، ایک غلام نبی، ایک مطیع نبی ہیں۔ قرآن نے یہ شرط لگائی ہے "ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین .... الخ" (سورہ النساء: ۷۰) اب یہ انعام صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مطیع کو ملے گا۔ آقا سے بات شروع ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرنے والے جنہوں نے بیعت رضوان کی جن کے متعلق خدا نے فرمایا کہ ان کی بیعت قبول ہو گئی اور ان کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہو گئے۔ انہوں نے حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ جو متردد تھے انہوں نے بھی کی، سب نے بیعت کی۔ پس سوال وہاں اٹھنا چاہئے تھا نہ کہ چودہ سو سال کے بعد اٹھنا چاہئے۔ ضمناً میں آپ کو ایک لطیفہ سنا دوں خبر دیر سے پہنچنے والا۔ معلوم ہوتا ہے ان تک خبر دیر سے پہنچی ہے۔

ایک لطیفہ مشہور ہے کہ افغانستان میں بعض علاقے ایسے ہیں جہاں شریعت کا بالکل کچھ علم ہی نہیں ہے۔ وہ کلیۃً سنی بھی ہیں اور چونکہ متشدد بھی ہیں اس لئے کوئی دوسرا پیغام بھی نہیں پہنچا۔ وہاں کا ایک افغان پشاور اس وقت پہنچا جب کہ وہاں شیعہ لوگ تعزیہ نکال رہے تھے اور پیٹ رہے تھے اور سارے شہر میں ماتم تھا۔ وہ سمجھا کہ شہر کا کوئی بہت بڑا آدمی فوت ہو گیا ہے تو اس نے پوچھا جناب! یہ کیا واقعہ ہو گیا ہے۔ کون عظیم ہستی ہے جو وفات پا گئی ہے اور سارا شہر ماتم کر رہا ہے۔ انہوں نے کہا تمہیں پتہ نہیں کہ حضرت امام حسینؓ شہید ہوئے تھے یہ ان کا ماتم ہو رہا ہے۔ اس نے کہا اچھا! تو یہاں یہ خبر اب پہنچی ہے۔ اتنی صدیاں گزر گئیں اور آج یہاں اطلاع پہنچی ہے۔ تو یہ جو خاتون ہیں یہ اس سے بھی آگے بڑھ گئی ہیں۔ چودہ سو سال کے بعد ان کو اطلاع پہنچی ہے کہ خلافت کی بیعت ہونی ضروری ہے یعنی یہ پوچھ رہی ہیں کہ کیوں ضروری ہے۔

جماعت احمدیہ کو غیر مسلم کیوں قرار دیا گیا

پاکستان میں احمدیوں کو کن وجوہات کی بناء پر غیر مسلم قرار دیا گیا ہے۔ یہ سوال ایک پروفیسر صاحب کی طرف سے اٹھایا گیا۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے مسیح موعودؑ اور امام مہدیؑ کی بعثت اور دجال کے ظہور اور اس کے قتل وغیرہ امور پر بھی سوال اٹھائے۔

حضور نے فرمایا آپ کا ایک سوال یہ ہے کہ پاکستان میں ہمیں غیر مسلم کیوں قرار دیا گیا ہے اس کا جواب دراصل میں پہلے دے چکا ہوں جب میں نے ۷۲ فرقوں والی حدیث بیان کی اور بتایا کہ ایک تہترویں (۷۳ ویں) جماعت ہوگی جو ان سے ممتاز ہو جائے گی۔ اس کا قطعی ثبوت کہ یہی وہ جماعت ہے یہ ہے کہ ۷۲ فرقوں نے مشترکہ طور پر یہ فیصلہ کیا کہ ہم سب اپنے اختلافات کے باوجود مسلمان اور یہ فرقہ دائرہ اسلام سے باہر۔ حضور نے سائل سے دریافت فرمایا کہ آیا یہ بات درست ہے یا نہیں؟ سائل نے اصل موضوع سے ہٹنے اور بحث کو بار بار الجھانے کی کوشش کی۔ حضور نے پھر ان سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ آپ میری بات تسلی سے سن لیجئے۔ میں آپ کی سب باتوں کا جواب دونگا۔ پہلی بات یہ ہے کہ تاریخ اسلام میں اختلافات کے آغاز ہی سے جب بھی کوئی نیا فرقہ وجود میں آیا ہے، دوسرے فرقوں نے اس کے خلاف فتوے دئے ہیں اور اس فرقے نے دوسرے فرقوں کے خلاف فتوے دئے ہیں اور یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہا ہے۔ مگر تاریخ اسلام میں یہ واقعہ پہلی دفعہ ہوا ہے کہ ۷۲ فرقوں نے اجماع کر لیا ہو اور مشترکہ طور پر اکٹھے ہو کر یہ فیصلہ کیا ہو کہ ہم اپنے اختلافات کے باوجود مسلمان کہلانے کے مستحق ہیں اور یہ فرقہ ایسے اختلافات رکھتا ہے کہ مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں رہا۔ یہ میں درست کہہ رہا ہوں یا غلط کہہ رہا ہوں؟ سائل نے اس کھلی حقیقت کا اعتراف کرنے کی بجائے پھر خلط مبحث کی راہ اختیار کی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ جب بھی انہیں سمجھانے کی کوشش کرتے پروفیسر صاحب بار بار بیچ میں بول کر مداخلت کرتے رہے۔ چونکہ اس حدیث سے متعلق تفصیلی ذکر قبل ازیں گزر چکا ہے اس لئے ہم اس بحث کے بقیہ حصے کو یہیں چھوڑتے ہیں۔

پھر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان کے سوال کے دوسرے حصے کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے فرمایا کہ جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے جس میں آپ نے امام مہدی کی آمد کا مسئلہ اٹھایا ہے تو اس کا بڑا واضح جواب موجود ہے۔ آپ نے کہا کہ مہدی کے متعلق آل رسول میں سے ظاہر ہونا بھی فرمایا گیا ہے اور یہ درست ہے۔ لیکن پوری روایتیں آپ نے غالباً پیش نظر نہیں رکھیں۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ آل رسول یا اہل بیت ہونا دو معنی رکھتا ہے۔ ایک روحانی اور ایک خون کے رشتے سے۔ اور یہ دونوں معنے قرآن کریم سے ثابت ہیں۔ مثلاً حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کے متعلق حضرت نوح کا بیٹا کہلانے کے باوجود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "انہ لیس من اھلک" (ھود: ۴۷)، وہ تیرے اہل بیت میں سے نہیں۔ تو اس طرح اہل بیت کا محاورہ روحانی طور پر بھی نافذ ہوتا ہے اور جسمانی طور پر بھی۔ دیکھنا یہ ہے کہ آنے والے امام سے متعلق حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جب اسے اہل بیت قرار دیتے ہیں تو کیا روحانی طور پر اہل بیت قرار دے رہے ہیں یا جسمانی طور پر۔ اس مسئلہ کو اگر تقویٰ سے حل کرنا چاہیں تو قرآن اور احادیث میں اس کا قطعی ثبوت موجود ہے۔

قرآن کریم نے آخری زمانے میں ظاہر ہونے والے امام کا نام امام مہدی نہیں رکھا۔ کہیں آپ کو نہیں ملے گا کہ آخری زمانے میں جو امام ظاہر ہو گا اس کا نام امام مہدی ہو گا۔ لیکن اس کو حضرت محمدؐ رسول اللہ کا دوسرا دور قرار دیا ہے گویا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ ہے۔ یعنی امام مہدی کو محمدؐ کے تابع ایسا کر دیا گیا کہ گویا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد ثانی ہی ہے، وہ اپنی طرف سے کچھ اور نہیں لائے گا۔ یہ ذکر سورہ جمعہ میں ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "و آخرین منھم لما یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم" (الجمعہ ۴)۔ محمدؐ رسول اللہ کی بعثت کے بعد فرمایا آخرین میں بھی یہی رسول مبعوث ہو گا، ابھی وہ نہیں ملے۔ یعنی زمانے کا فاصلہ ہے "ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء" (الجمعہ ۵)۔ یہ اللہ کا فضل ہے۔ اس سے پتہ چلتا تھا کہ محمدؐ رسول اللہ از خود دوبارہ نہیں آئیں گے۔ آپ کا ایک نمائندہ آئے گا جو لقب کے طور پر محمدؐ کے تابع ہونے کی وجہ سے محمدؐ کی آمد کہلائے گا لیکن یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے دے۔

یہ جو آیت نازل ہوئی ہے اس سے سوال پیدا ہوتے ہیں اور وہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سوالات کا خود حل فرمایا ہے یا نہیں۔ اگر قطعی طور پر ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حل فرما دیا ہے اور اس امام مہدی کے اہل بیت میں سے ہونے کا ذکر بھی مجمل طور پر شامل ہو تو بات زیادہ وضاحت سے کھل جائے گی۔ چنانچہ جب یہ آیت پڑھی گئی تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوسرے صحابہ بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک نے سوال کیا کہ "آخرین منھم لما یلحقوا بھم" میں کن لوگوں کا ذکر ہے۔ یعنی یہ کہ بعثت ثانیہ ایسے لوگوں میں ہوگی جو ابھی تک اولین سے نہیں ملے۔ اس کا جواب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیا۔ بخاری کی حدیث ہے جس پر ان معنوں میں شیعہ اور سنی سب متفق ہیں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سلمان فارسیؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپؐ نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا "لو کان الایمان عندالثریا لنالہ رجل من ھٰؤلاء" (بخاری کتاب التفسیر سورہ جمعہ و صحیح مسلم)۔ اگر ایمان ثریا پر بھی اٹھ گیا تو ان میں سے وہ شخص ہو گا جو اسے دوبارہ زمین پر کھینچ لائے گا۔ یعنی میں نہیں ہونگا لیکن میرے آنے کا جو ذکر ہے وہ کسی اور ذات میں میری نمائندگی میں پورا ہو گا اور اس کی وجوہات بیان فرما دیں کہ جب قرآن موجود ہے، سنت موجود ہے تو ضرورت کیا پڑی ہے کہ کوئی اور آدمی آئے اور پھر از سر نو ایسے لوگ پیدا کرے گویا وہ صحابہ سے آملے ہیں۔ اس کی وجہ دیکھیں کیسا خوبصورت جواب ہے۔ فرمایا "لو کان الایمان عندالثریا" یعنی کتابوں کے ہوتے ہوئے، شریعت کے کمال کے باوجود ایسا وقت آسکتا ہے کہ ایمان دلوں سے اٹھ جائے اور ثریا تک جا پہنچے۔ کون اس کو لے کر آئے گا؟ عرب وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے کسی عرب کا کندھا نہیں چنا۔ سلمان فارسی کا کندھا چنا ہے اور فرمایا کہ "لنالہ رجل من ھٰؤلاء" یہ دراصل "ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء" کی تشریح تھی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس حدیث کا ان احادیث کے ساتھ کوئی تصادم تو نہیں جن میں اہل بیت ہی سے امام ہونے کا ذکر ہے۔ یہ ایک عجیب بات ہے کہ اس واقعہ سے الگ جنگ احزاب کے موقع پر جب لوگ خاندانوں میں بٹ رہے تھے تو صرف ایک ایسا انسان ہے جو اہل بیت سے ظاہری رشتے کے لحاظ سے کوئی تعلق نہیں رکھتا تھا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا، اہل بیت کی صف میں کھڑا کیا اور فرمایا "سلمان منا اھل البیت" سلمان ہمارا ہے اہل بیت ہے۔ اب کوئی اسے اتفاق کہہ لے میں تو اسے اتفاق نہیں سمجھتا۔ یہ تو خدا کی تقدیر کے حیرت انگیز کام ہیں کہ جس کے متعلق یہ فرمایا کہ ان لوگوں میں سے آنے والا آئے گا اسی کو اہل بیت بھی قرار دے دیا۔ جس میں یقینی طور پر اس طرف اشارہ تھا کہ آنے والا ایسا ہو سکتا ہے جو عربوں میں سے نہ ہو اور "ذالک فضل اللہ" میں جو مضمون بیان فرمایا کہ یہ ضروری نہیں ہوتا کہ ایک قوم قابض ہی ہو جائے۔ پس اگر وہ عربوں میں سے نہیں ہے، عرب خون کا نہیں ہے تو اہل بیت جسمانی ہو ہی نہیں سکتا۔ اس لئے اس بات کا کھلا روشن امکان قرآن و حدیث کے آپس کے مطالعہ سے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مطابق یہ نکلتا ہے کہ روحانی طور پر اہل بیت میں سے ہو گا۔ لیکن اس کے علاوہ ایک ایسا قطعی ثبوت میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں جس کے بعد تفسیری توجیہات کی ضرورت نہیں رہتی۔ تمام علماء جو مہدی کی آمد کے قائل ہیں وہ اس بات کے بھی قائل ہیں کہ مہدی کے ہوتے ہوئے اسی کے زمانے میں مسیح کا نزول ہو گا۔ آج تک مہدویت کا ایک بھی دعویدار ایسا نہیں ہوا جس کے زمانہ میں روحانی یا جسمانی، ظاہری یا باطنی طور پر کسی مسیح کا نزول ہوا ہو۔ اسی لئے مہدی کے دعویدار تو ہیں، مسیحیت کے نہیں۔ لیکن جب وہ فوت ہو گئے اور مسیح نازل نہ ہوا تو قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ یہ وہ مہدی نہیں ہے جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر فرمایا کرتے تھے۔

اس موقعہ پر سائل نے پھر بیچ میں مداخلت کرنا چاہی تو حضور نے ان سے فرمایا کہ اب باقی حصہ قتل دجال وغیرہ کا یہاں سے شروع ہو گا۔ آپ اطمینان سے سنئے میں انشاء اللہ آپ کے ہر سوال کا جواب لاؤں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جب نزول مسیح کی بات فرما رہے تھے تو کیا ظاہری طور پر یا جسمانی طور پر اسی مسیح کی بات کر رہے تھے جو موسیٰ کی امت میں پیدا

باقی صفحہ نمبر ۱۵ پر ملاحظہ فرمائیں

Kenssy
Fried
Chicken
TELEPHONE 539 3773
589 HIGH ROAD,
LEYTONESTONE,
LONDON E11 4PB
PROPRIETOR: MASOOD HAYAT

ہومیو پیتھی کلاس نمبر (۴۸)

کاربونیم سلف اور کلکیریا سلف کی علامات اور استعمالات کا تذکرہ

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں ۲۹ نومبر ۱۹۹۴ء کو سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بیان فرمودہ ارشادات کا خلاصہ

(یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

(لندن: ۲۹ نومبر ۱۹۹۴ء) حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں ہومیو پیتھی کلاس میں کاربونیم سلف اور کلکیریا سلف کے متعلق پڑھایا اور ان کی مختلف علامات اور استعمالات بیان فرمائے۔

کاربونیم سلف

CARBON. SULPH.

کاربونیم سلف کا سبق جاری رکھتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کی سر درد عموماً بائیں طرف ہوتی ہے۔ بنیادی طور پر اس میں سر درد ایک طرف ہوتی ہے یا بائیں طرف یا دائیں طرف لیکن عموماً اس کی سر درد میں بائیں طرف کا احتمال زیادہ ہے۔

آنکھوں کی علامتوں میں پپوٹے Eye Lids صبح اٹھتے ہوئے چمٹ جاتے ہیں۔ آنکھیں دکھتی ہیں بچوں میں پیپ کے دھاگے سے نکلتے ہیں۔ آنکھ کے اوپر چھوٹے چھوٹے گومڑ نکل آتے ہیں جن میں ایگزیما کا اثر پایا جاتا ہے۔ مرض آنکھوں کے اوپر ٹھہر جاتا ہے۔ آنکھ کے چاروں طرف جو ایگزیما ہوتا ہے وہ اور چیز ہے۔ اس میں صرف دکھن والی بیماری کے ساتھ جو بھاری پن ہو اس کا ذکر ہے۔ یہ بیماریاں اس دوا کی خاص بیماریاں ہیں مگر کوئی تمیز کرنے والی خاص علامت نہیں آتی۔ آنکھیں بھاری ہوتی ہیں، پیپ کے چھوٹے چھوٹے دانے نکل آتے ہیں، گرمی کا احساس ہوتا ہے۔ پانی کا بہنا اور ہوا لگنے سے پانی بہنا کوئی خاص علامت نہیں۔ پڑھنے سے پانی بہنے لگتا ہے۔ پڑھنے سے نزلہ بھی ہوتا ہے۔ فوٹو فوبیا یعنی عام حالات میں روشنی سے زود حسی یہ بھی اس کی علامت ہے مگر یہ بھی کئی بیماریوں میں ہے۔ پپوٹوں کا سوجنا بھی ہے۔ مگر خاص بات اوپر کے پپوٹے کا سوجنا ہے یہ زیادہ نمایاں ہے۔

کان کے اخراجات بدبودار اور زردی مائل ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ خون کے ڈسچارج کی طرف بھی رجحان ہوتا ہے۔ خون کا ساتھ ہونا یہ امتیازی بات ہے۔ کان میں پھوڑا پھٹ جائے تو پیپ کے ساتھ خون آنا یہ اور بات ہے میں اس کی بات نہیں کر رہا اس میں کان کی مستقل دکھن اور پیپ کے ساتھ خون آنا ہے۔

کیل مہاسے جو چہروں پر ہوں اس میں کافی زور ہوتا ہے۔ ایک بات جو کاربونیم سلف میں نمایاں ہے وہ جلد اور میوکس میمبرین کا بےحس ہونا ہے۔ عارضی طور پر سو جانے کی بات نہیں بلکہ جلد کا بےحس ہو جانا ہے۔ بعض اوقات کسی چھوٹے سے ٹکڑے میں بےحسی ہوتی ہے، زبان بھی بےحس ہو جاتی ہے۔ اس میں منہ کے اندرونی حصہ کا خصوصاً زبان کا بےحس ہونا یہ بات نمایاں ہے۔ خواہ جلد کا فالج ہو یا میوکس میمبرین کا دونوں پر اثر رکھتی ہے۔

وہ Nerve Fibre جو جلد کے قریب ہوں یا میوکس میمبرین کے قریب ہوں ان کا فالج اس دوا کو یاد کراتا ہے۔

دانتوں کے درد میں گرمی زیادہ شدت سے اثر کرے گی اور سردی بھی جہاں Nerve ننگی ہو۔ سردی سے تکلیف اس وقت تک ہوتی ہے جب تک سرد چیز موجود رہے۔ سرد چیز ہٹالیں تو تکلیف ختم ہو جاتی ہے لیکن گرمی کا اثر اور درد فوراً دور نہیں ہوتا کچھ عرصے تک اس کی تکلیف جاری رہتی ہے۔ اس دوا میں بہت نمایاں بات Nerve Ends کا ننگا ہونا ہے۔ مسوڑھے سکڑ جائیں۔ وہاں سردی کی زود حسی بہت نمایاں ہے۔ اس لحاظ سے تجربہ کرکے دیکھنا چاہئے۔ بعض لوگوں کو آئس کریم پسند ہے بعض کو ٹھنڈا پانی۔ ان سب کو کاربونیم سلف کو استعمال کرکے دیکھنا چاہئے اس میں ٹھنڈی ہوا سے بھی دانتوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے اس کا نیورلجیا سے بھی تعلق ہے۔

اس میں گلینڈز میں Induration پائی جاتی ہے۔ یہ سلفر اور کاربوویج، دونوں کا خاصہ ہے۔ گلینڈز پھولے رہ جاتے ہیں۔ پھر سخت گلٹیاں سی بن جاتی ہیں۔ گلے کے گلینڈز یا تھائی رائیڈ گلینڈز کی سوجن کم نہیں ہوتی۔ اس کے علاج کے لئے تھائیرائیڈنیم (Thyroidinum) اور بےسیلی نم (Bacillinum) ۲۰۰ اور اس کے ساتھ میں کلکیریا فلور (Calc. Fluor) یا آئیوڈم (Iodum) ۔ اگر مریض بھوک محسوس کرتا ہو پھرتیلا تیز طرار ہو تو اس میں آئیوڈم چوٹی کی دوا ہے۔

گلہڑ کا علاج

کلکیریا فلور کا گلہڑ کی گٹھلی سے ایک طبعی تعلق ہے۔ کلکیریا فلور 6X کی بجائے اونچی طاقت میں دی جائے تو ایک خوراک دس پندرہ دن کے اندر گلہڑ کو گھلا کر بالکل صاف کر دیتی ہے لیکن جہاں کلکیریا کی علامت ہو وہاں کام کرے گی۔ بےسیلی نیم اس لئے دی جاتی ہے کہ کچھ نہ کچھ سلی مادہ اس میں ضرور پایا جاتا ہے۔ ایسے خاندانوں میں جہاں سل کا رجحان موجود ہو ان میں تھائیرائیڈ کا رجحان زیادہ ہوتا ہے۔

تھائیرائیڈنیم اور بےسیلی نیم ۲۰۰ اس کے علاوہ دوسری ادویہ کانسٹی ٹیوشن دیکھ کر مثلاً سلیشیا یا کلکیریا فلور یا آئیوڈم وغیرہ دیں۔ اس کی Toxins بہت شدید ہوتی ہے۔ یہ جب خون میں ریلیز ہوتی ہے تو دل پر بھی اثر ہو سکتا ہے اگر دل پر اثر نظر آئے تو پیشاب آور ادویہ دیں اور ان کو اونچی طاقت میں دوا نہیں دینی چاہئے۔ اس دوا کے اثر سے بہت بڑا گلہڑ بھی سکڑتے سکڑتے غائب ہو جاتا ہے لیکن علاج میں احتیاط واجب ہے۔ اگر مریض صحت مند ہے تو بےشک اونچی طاقت میں دیں ورنہ کم طاقت میں ٹھہر ٹھہر کر دیں۔ کاربونیم سلف بھی گلہڑ کی اچھی دواؤں میں سے ہے۔

اس کے علاوہ گردن کے اردگرد جو گلینڈ ہیں اس پر بھی کاربونیم سلف کا اثر ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ Lymphatic System میں بھی کارآمد ہے۔

بہت سی مردانہ بیماریوں میں بھی مفید ہے۔ جن کے پاس مریض آتے ہیں وہ اس کو بھی دیکھ لیا کریں۔

عورتوں کے کینسر

عورتوں کے ساتھ بھی اس دوا کا تعلق ہے۔ اووریز کینسر میں موثر ہے۔ اگرچہ میرے تجربے میں یہ بات نہیں آئی۔ گلینڈز کا جو اصل سائز ہے اس سے اگر یہ سکڑنے لگے تو کینسر کا خطرہ ہے۔ اووریین کینسر میں اگر تکلیف ہو تو اس دوا کو استعمال کرنا چاہئے۔ کینسر وغیرہ کے علاج میں اونچی طاقت مفید ہے اس کے لئے حضور ایدہ اللہ نے فرمایا میں ۲۰۰ کی طاقت تجویز کروں گا۔

جہاں تک دردوں کا تعلق ہے اس میں ہر طرف دردیں بہت پائی جاتی ہیں۔ جلن کا احساس بھی ہے۔ سینے کے درمیان میں گرمی کا احساس ہے۔ بائیں طرف بھی گرمی اور دکھن ہے۔ ہاتھ پاؤں جلنے کی علامت جو سلفر میں ہوتی ہے وہ کاربونیم سلف میں پائی جاتی ہے۔

اوپر کے یا نیچے کے Limbs میں بھاری پن Heavyness چلنے پھرنے میں ٹانگوں یا بازؤں بھاری پن محسوس ہو تو یہ اس کی دوا ہے۔ کاربونیم سلف گرم دوا ہے۔ ہاتھ پاؤں کی جلن۔ مگر پسینہ آئے تو ہاتھ یا پاؤں ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں۔ ہاتھ پاؤں کی جلن سلفر سے مشابہ ہے۔

سختی Stiffness بعض اوقات Toe پاؤں کی انگلیوں پر آ جاتی ہے۔ بعض دفعہ ٹخنے میں بھی سختی کا احساس ہوتا ہے۔

کلکیریا سلف

CALC. SULPH.

کاربونیم سلف اور کلکیریا سلف میں سلفر کا حصہ ایک ہی ہے۔ کاربن کی بجائے کلکیریا ڈال دیں تو کلکیریا سلف بن جاتی ہے۔

گہرے Abses پیدا ہونے کا رجحان کلکیریا سلف میں بہت ملتا ہے۔ پائیروجینم (Pyrogenum) سے اس کی مشابہت ہے۔ متعفن پھوڑوں کی دوا ہے جبکہ پھوڑوں میں تعفن ہو تو سلیشیا کا تعفن پھوڑوں میں ملے گا خون میں نہیں ملے گا۔ پائیروجینم میں خون میں تعفن ہوتا ہے۔ وہ کینسر جو جلد پر ظاہر ہوکر ناسور میں بدل جائے اس میں استعمال کا میں نے تجربہ نہیں کیا لیکن لکھا ہے کہ بہت مفید ہے۔

مرگی (EPILEPSY)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس دوا کو مرگی میں استعمال کرکے دیکھنا چاہئے۔ آج کل مرگی کا رجحان بہت بڑھ گیا ہے۔ جتنا یہ رجحان میں نے آجکل میں دیکھا ہے پہلے نہیں دیکھا۔ اس کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں مثلاً خوراک کی خرابیاں آج کل نت نئے Preservatives آگئے ہیں۔ بعض اوقات پیدائش کے وقت جو ادویات دی جاتی ہیں اس سے بچوں میں مرگی پیدا ہو جاتی ہے۔ ڈرگز کا بھی اثر ہو سکتا ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا مجھے اپنی ڈاک سے پتہ لگتا ہے کہ مرگی کا رجحان بڑھ رہا ہے اس پر توجہ دی جائے اور ایسی دوائیں ڈھونڈی جائیں جو کیوریٹو اثر رکھتی ہیں۔ اس دوا کے متعلق کہا جاتا ہے کہ مرگی میں اس کا کیوریٹو اثر ہے۔ یہ مرگی کی بنیادوں کا علاج کرتی ہے۔ یہ بات کینٹ نے لکھی ہے۔ حضور نے فرمایا بعض دفعہ مرگی برین ٹیومر (دماغ کا کینسر) کے نتیجہ میں ہوتی ہے۔ بعض میں کھوپڑی کی ساخت بگڑی ہوتی ہے۔ دیکھتے ہی پتہ چل جاتا ہے خاص تنگ ماتھا اس پر بالوں کے روئیں بھی زیادہ۔ ایسا بچہ فوراً پہچانا جاتا ہے اس میں مستقل طور پر مرگی کے آثار ہوتے ہیں۔ یہ کہنا کہ اس کا علاج کلکیریا سلف سے ہوگا حضور انور نے فرمایا کہ کینٹ کا یہ جملہ مشکوک ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے دیکھا کہ بہت اثر کرتی ہے اس لئے لکھا کہ مرگی کی بنیادوں کو دور کر دیتی ہے۔ بعض کیسوں میں مرگی کا آپریشن سے علاج کیا جاتا ہے لیکن اس میں شفا کی شرح بہت کم ہے۔ بعض اوقات بچپن کی کسی بیماری کے نتیجہ میں بھی مرگی ہو جاتی ہے۔ ہیضہ یا پیچش زبردستی ٹھیک کی جائے اس میں بہت زہریلے دست ہوتے ہیں ان کو روکا جائے تو مرگی پیدا کر دیتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا مرگی میں میں نے بعض دوسری دوائیں استعمال کر کے دیکھی ہیں جس سے مریض اس اصل تکلیف کی طرف لوٹ گیا جو مرگی سے پہلے تھی مثلاً شدید بخار ہوگیا۔ اس بخار کو خواہ مخواہ نہ دبائیں۔ اگر دوا کاری ایکشن ہونے سے بخار ہے تو چوبیس گھنٹے کے بعد یہ خود بخود ٹھیک ہو جائے گا۔ آرسنک وغیرہ اس کی مددگار دوا ہے۔ اصل بیماری کی طرف مریض لوٹے تو یہ اس بات کی خاص علامت ہے کہ اللہ کے فضل سے مریض شفاء کی طرف چل پڑا ہے۔ علاج کرتے وقت دیکھنا چاہئے کہ "اورا" کہاں شروع ہوا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مریض کو اس سے پہلے کچھ ہوگا۔ بعض دفعہ دوران خون چہرے پر جمع ہوتا ہے۔ بعض دفعہ چہرہ بالکل زرد، خون سے عاری ہوتا ہے۔ بعض دفعہ دل پر گھبراہٹ بعض دفعہ معدے میں خرابی۔ بعض دفعہ کئی قسم کے خوف ہوتے ہیں۔ یہ قسمیں کم خطرناک ہیں۔ آجکل جو مرگی کا زیادہ رجحان پایا جاتا ہے میرے نزدیک یہ قابل علاج ہے اس میں بیلاڈونا کی طرف خیال جاتا ہے لیکن یہ کیوریٹو نہیں ہوتا۔

باقی صفحہ نمبر ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں

جلسہ سالانہ برطانیہ ۱۹۹۵ء کے موقعہ پر

تیسری عالمی بیعت

کی نہایت روح پرور اور بابرکت تقریب

(مرسلہ: ایڈیشنل وکالت تبشیر، لندن)

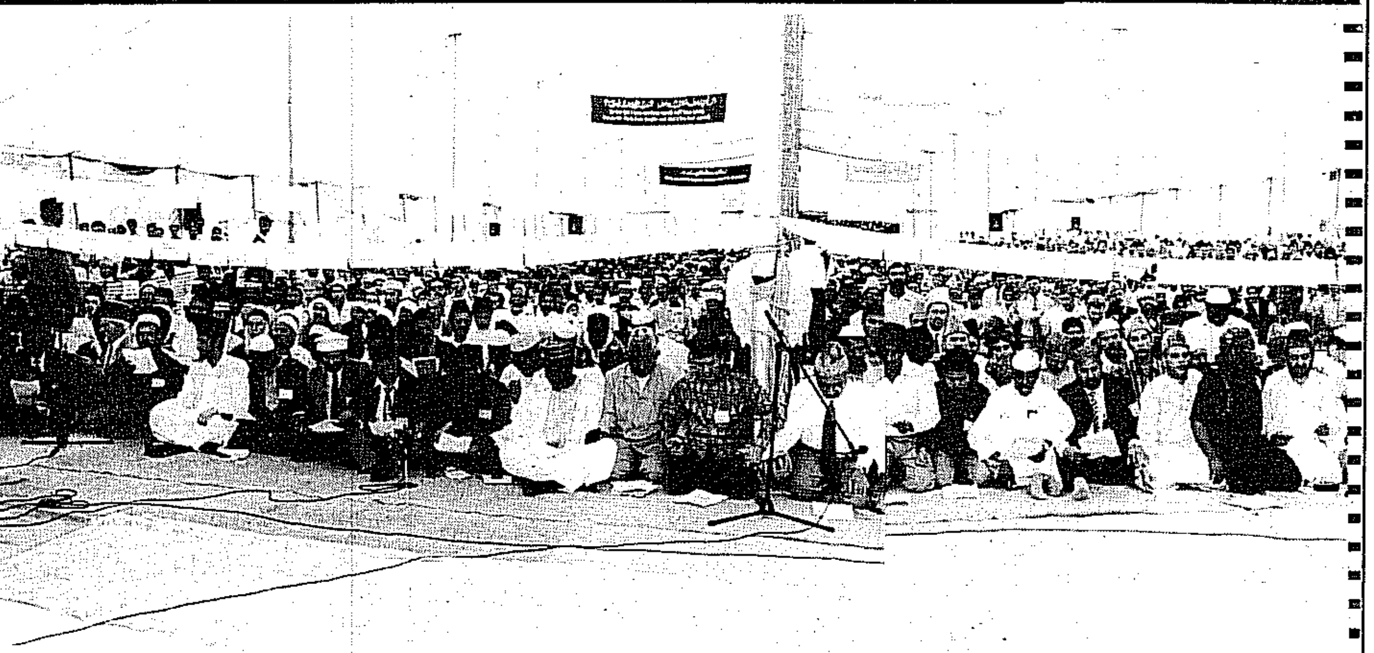

اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ امسال بھی جلسہ سالانہ یو کے کے آخری روز ۳۰ جولائی ۱۹۹۵ء کو قریباً دو بجے اسلام آباد (ٹلفورڈ، سرے) میں عالمی بیعت کی تقریب منعقد ہوئی۔ اس نہایت مبارک تقریب کے تمام لمحات نہایت ہی ایمان افروز اور دلوں کو گرما دینے والے تھے۔ یہ تقریب مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل کے ذریعہ براہ راست تمام دنیا میں نشر کی گئی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تشریف آوری سے قبل وکالت تبشیر کے زیر انتظام تمام احباب باقاعدہ نظم و ضبط کے ساتھ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ چکے تھے۔ اس موقعہ پر مکرم چوہدری ہادی علی صاحب، ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن نے عالمی بیعت کے پس منظر اور اس سلسلہ میں دیگر انتظامی ہدایات سے حاضرین کو آگاہ کیا۔ آپ نے بتایا کہ گزشتہ سال (یکم اگست ۱۹۹۴ء کو) خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے دنیا بھر کے ۴ لاکھ ۱۸ ہزار ۲۰۶ افراد نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے دست مبارک پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کی تھی۔ ان افراد کا تعلق ۹۳ ممالک کی ۱۵۵ قوموں سے تھا اور بیعت کرنے والے تمام لوگ بیعت کے وقت اپنے اپنے علاقوں میں ۱۲۰ زبانوں میں بیعت کے الفاظ دہرا رہے تھے۔

حضور انور کے بالکل سامنے دنیا کے پانچ براعظموں کی نمائندگی میں پانچ احباب تشریف فرما تھے۔ ان پانچوں نمائندگان نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے دست مبارک میں اپنا ہاتھ دیا اور دو ترچھی قطاروں میں بیٹھے ہوئے احباب نے ان کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ جسمانی رابطہ کیا۔ اس طریق پر جلسہ گاہ میں موجود تمام احباب نے ایک دوسرے کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور یوں گویا سب ایک ہی لڑی میں پروئے گئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر مختصر خطاب بھی فرمایا۔ خطاب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے انگریزی زبان میں بیعت کے الفاظ دہرائے۔ جن کو حضور انور کے سامنے بیٹھے ہوئے احباب نے انگریزی میں ہی دہرایا۔ پھر مختلف ممالک کے نمائندگان نے اپنی اپنی زبان میں بیعت کے الفاظ دہرائے۔ پنڈال میں موجود لوگ ۶۰ زبانوں میں الفاظ دہرا رہے تھے۔ آخر میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے پرسوز اجتماعی دعا کروائی۔

مکرم ایڈیشنل وکیل التبشیر صاحب نے بتایا کہ آج سے دو سال قبل جلسہ سالانہ برطانیہ کے تیسرے روز یعنی یکم اگست ۱۹۹۳ء کو پہلی عالمی بیعت کی تقریب منعقد ہوئی تھی جس میں ۲ لاکھ ۴ ہزار ۳۰۸ سعید روحوں نے جماعت میں شمولیت اختیار کی تھی۔ علاوہ ازیں دنیا بھر کے لاکھوں احمدیوں نے بھی خلیفہ وقت کے ہاتھ پر تجدید بیعت کی اور آج جبکہ تیسری عالمی بیعت کی تقریب منعقد ہونے والی ہے دنیا بھر سے ایک سال میں احمدیت میں شامل ہونے والے آٹھ لاکھ ۴۵ ہزار ۲۹۴ افراد سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعت کا شرف حاصل کریں گے۔ ان میں ۹۶ ممالک کی ۱۶۲ قومیں شامل ہیں۔ ان میں سرفہرست ملک آئیوری کوسٹ ہے۔ اس کے علاوہ بورکینا فاسو اور غانا دو ایسے ممالک ہیں جہاں ایک ایک لاکھ سے زائد افراد نے اس سال جماعت احمدیہ مسلمہ میں شمولیت کی سعادت حاصل کی ہے۔ پنڈال میں اس وقت ۳۵ زبانوں میں بیعت کے الفاظ دہرائے جائیں گے۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جب اس عالمی بیعت کی تقریب میں شمولیت کے لئے تشریف لائے تو حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا متبرک کوٹ زیب تن فرمایا ہوا تھا۔ بیعت سے قبل حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مختصر خطاب میں فرمایا کہ جو ہدایتیں آپ کو دینی تھیں، جو ضروری باتیں آپ کو بتانی تھیں وہ وکیل التبشیر صاحب پہلے ہی بتا چکے ہیں۔ میں مختصراً سب سے پہلے تو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک دفعہ پھر میں نے وہ کوٹ پہنا ہوا ہے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ایک لمبا عرصہ پہنتے رہے اور آپ کا تبرک ہے جو اس خاص موقعہ پر جبکہ حضرت اقدسؑ سے کئے گئے اللہ تعالیٰ کے عظیم الشان وعدے ہم اپنی آنکھوں سے پورا ہوتا دیکھ رہے ہیں میں نے چاہا کہ جسمانی خونی تعلق کے علاوہ اس کپڑے کا تعلق بھی مزید قائم کروں جس کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ:

"بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"

تو آپ سب لوگوں کی آنکھیں بھی اس مبارک کوٹ کو دیکھ کر، اس سادہ کوٹ کو دیکھ کر تازہ ہوں کہ کس لباس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام رہا کرتے تھے اور خدا نے کیسی کیسی شانیں عطا فرمائیں۔ اور آج تمام دنیا میں جو احمدیت کی طرف رجوع ہو رہا ہے، یہ میں پھر دہراتا ہوں کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عاجزانہ دعاؤں اور کوششوں کے نتیجے میں ہوا ہے۔ ابھی بہت سی منازل باقی ہیں، اس وقت تک یہ دلی آرزو پوری فرما دی کہ گزشتہ سال سے ایک دفعہ پھر یہ بیعتیں دگنی ہو جائیں جبکہ بظاہر یہ ممکن دکھائی نہیں دیتا تھا۔ مجھ سے کل کسی کی یہ گفتگو ہوئی کہ کیا آئندہ سال کے لئے یہی توقع رکھتے ہیں۔ میں نے کہا میں نے یہ بات کھول کر بارہا بیان کی ہے کہ ہماری کوششوں اور چالاکیوں کے نتیجے میں ہمیں کچھ نہیں ملتا، نہ کبھی میں نے کسی چالاک کوشش والے کو کچھ پاتے دیکھا ہے۔ یہ محض عاجزی کے ساتھ خدا کے حضور جھکے رہنے کا پھل ہے اور اس کامل یقین کا پھل ہے کہ خدا ہی ہے جو آسمان سے پھل عطا کرتا ہے، انسان کی کوششوں سے کچھ نہیں ہوتا۔ پس اگر وہ چاہے تو اگلے سال پھر دگنا کر سکتا ہے بظاہر ناممکن بھی دکھائی دے۔ مگر ایک قرآن کریم کی ایسی آیت ہے جس کا اثر زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی ہے، ہر اس شعبہ پر جس کا خدا تعالیٰ کے ساتھ حساب کتاب کا تعلق ہے اور وہ یہ ہے، "لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا" کہ اللہ تعالیٰ ہرگز کسی کی جان کو اس کی توفیق اس کی حیثیت سے بڑھ کر مکلف نہیں کرتا، اس پر بوجھ نہیں ڈالتا۔

پس تبلیغ کے معاملے میں میری دعا ہمیشہ اس اصول کے ساتھ مشروط رہی ہے۔ میں ہمیشہ یہ عرض کرتا ہوں، اب بھی کرتا ہوں اس سال کہ، اے خدا اگر تو جانتا ہے کہ جماعت احمدیہ میں یہ وسعت ہے کہ نئے آنے والے مہمانوں کا حق ادا کر سکیں، ان کی تربیت کر سکیں، ان کو اسلام کا ایک زندہ جزبنا سکیں تو پھر ہماری اس دلی آرزو کو پورا فرما۔ اگر ہم میں طاقت نہیں، اگر ہم میں یہ استطاعت نہیں ہے، اگر خطرہ ہے کہ یہ پھل ضائع ہو جائیں گے تو پھر ہماری استطاعت کو بڑھا اور استطاعت بڑھاتا چلا جا یہاں تک کہ تیری نظر میں ہم اس بات کے مکلف ہونے کے اہل بن جائیں کہ خدا ہمیں پھر دگنا کرے اور پھر دگنا کرے۔ پس یہ وہ پس منظر ہے میری دعا کا جس کے ساتھ جس میں آپ کو شریک کرنا چاہتا تھا۔ یعنی یہ مضمون کوئی اتفاقی نہیں ہے اس میں گہری حکمت کی باتیں ہوتی ہیں۔ پس آپ بھی اس دعا میں میرے شریک ہوں کہ اے خدا اگر تیری نظر میں ہمارے اندر استطاعت موجود ہے تو ہمیں توفیق عطا فرما کہ اس استطاعت کا صحیح استعمال کریں اور اگلے سال پھر تیرے فضلوں کو دگنا ہوتا ہوا دیکھیں۔ اگر یہ نہیں تو ہماری استطاعت بڑھا دے۔

اور ایک بات جو اس دعا میں شامل کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ استطاعت میرے نزدیک موجود ہے مگر بہت سی استطاعت ہے جو Potential کے طور پر ہے مگر عملاً اسے ہم نے میدان عمل میں جھونکا نہیں ہوا۔ اس لئے استطاعت بڑھا دے کے تعلق میں یہ بات پیش نظر رہنی چاہئے کہ سب سے پہلے یہ دعا کریں کہ اے خدا جو تو نے استطاعت عطا کر رکھی ہے اس کے ذرے ذرے کو اپنی راہ میں استعمال کرنے کی توفیق بخش اور جب ہم کنارے تک پہنچ جائیں تو پھر ہماری توفیق بڑھا دے۔ اگر ہم اس جذبے کے ساتھ دعا کریں گے اور ہمارا عمل ان دعاؤں کی تائید کرے گا تو پھر مجھے ذرہ بھر بھی شک نہیں کہ اگلے سال پھر بیعتوں کو دگنا اور پھر اس طرح اگلے سال پھر دگنا ہوتا ہوا دیکھتے چلے جائیں گے۔ عمل صالح ہے جو دعا کو رفعت عطا کرتا ہے اور

اس تعلق میں جو شخص یہ دعا کرتا ہے کہ اے خدا ہماری تبلیغ کی استطاعت اور تربیت کی استطاعت بڑھا دے، اور نہ تبلیغ میں حصہ لیتا ہے اس کی دعا اس روڑے کی طرح ہے جو تھوڑا سا اوپر پھینکا پھر واپس زمین پر آ پڑا۔ لیکن عمل صالح جو قول صالح کو رفعت عطا کرتا ہے وہ عمل صالح ضروری ہے۔ جس کا مطلب ہے جو دعا مانگ رہے ہیں اس سمت بڑھیں اور زیادہ بڑھنے کی توفیق نہ بھی ہو تو کم سے کم اپنی توفیق کی حد تک ضرور بڑھنا شروع کریں۔ اگر ایسا کریں گے تو خدا کی عطا کے لئے کوئی روک، کوئی پابندی نہیں ہے، ہر کام کر سکتا ہے اور ہر کام ہمیں کر کے دکھاتا رہا ہے۔

پس اپنی دعاؤں کو درست کریں اور صحیح کریں، فہم اور عقل کے ساتھ سچائی کے ساتھ دعائیں کریں۔ میں امید رکھتا ہوں کہ ہر سال اللہ تعالیٰ پہلے سے بڑھ کر روح پرور نظارے ہمیں دکھاتا رہے گا۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔

وہ ممالک جن کی فہرست آپ کے سامنے پڑھ کر سنائی جا چکی ہے ان میں یہ بھی عجیب اللہ کی شان ہے کہ اس رویا کی تائید میں French speaking Countries کے متعلق میں نے دیکھی تھی یہ وہ پہلا سال ہے جبکہ ایک French speaking ملک بیعتوں میں تمام دنیا سے آگے بڑھ گیا ہے اور اس کا نام آئیوری کوسٹ (Ivory Coast) ہے۔ ایک لاکھ ۷۹ ہزار ۲۰۰ بیعتیں صرف آئیوری کوسٹ سے ہمیں نصیب ہوئی ہیں۔ الحمدللہ۔

میں سمجھتا ہوں کہ آئندہ بھی یہ سلسلے بڑھیں گے اور دعا میں یہ بات بھی شامل کر لیں کہ اے خدا دوسری قوموں اور دوسری زبانوں کے بولنے والوں کو بھی توفیق عطا فرما کہ اس طرح وہ خدا کی رحمت کے براہ راست سائے تلے آجائیں۔ اس طرح انشاء اللہ تعالیٰ یہ عمل پھیلتا چلا جائے گا اور خدا کے فضل کے ساتھ انسانیت میں انسانیت پیدا کرنے کے سامان ہونگے۔ انسانیت تو ہے مگر انسانیت سے عاری ہے اور وہ مذہب جو انسانیت پیدا نہیں کر سکا وہ مذہب بیکار اور بے معنی ہے۔ پس ہمارے اعلیٰ مقاصد ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں انہیں پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

پچھلے سال کے کوائف کا یہ حال ہے کہ جو قابل ذکر ہیں وہ تو میں بیان کر چکا ہوں۔ بیعتوں کی تعداد ۸۴۱۳۲۵ اس میں مزید جو تازہ اطلاعیں آئی ہیں اس سے اضافہ ہوا ہے اب ۸،۴۵،۲۹۴ کی تعداد ہے۔ اور امیر صاحب جرمنی مجھے خاص نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ کل یہ تاثر تھا کہ البانیہ ابھی ان سے آگے بڑھ چکا ہے۔ اس وقت یورپ میں سب سے آگے جرمنی ہے جس میں احمدیوں کی تعداد ۵۰ ہزار سے اوپر ہے۔ لیکن میں نے یہ کہا بھی نہیں تھا غالباً یہ غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں نے یہ کہا تھا کہ وہ اتنے قریب آچکے ہیں کہ میں آپ کو متنبہ کرتا ہوں کہ اگر آپ نے ہوش نہ کی، رفتار نہ بڑھائی تو وہ آپ سے آگے بڑھ سکتے ہیں۔ اس وقت یہاں موجود ۳۵ ترجمان ہیں جو ۳۵ زبانوں میں بیعت کے الفاظ دہرائیں گے اور ان کی آواز بیک وقت تمام عالم میں سنائی دے گی اور وہ قومیں جو یہ زبانیں جانتی ہیں وہ اس شور میں سے اپنی اپنی زبانوں کے معنے پالیں گے۔ اور اسی طرح ہر ملک میں یہ انتظام کیا گیا ہے کہ مقامی طور پر ٹیلی ویژن کے سامنے ایسے مترجم بیٹھے ہونگے جو مقامی زبانوں میں ترجمے کر رہے ہونگے۔ اور عجیب حیرت انگیز تاریخ ساز واقعہ ہے جو پہلے کبھی انسان کے تصور میں بھی نہیں آیا تھا کہ کل عالم سے شمال، جنوب، مشرق، مغرب سے بے شمار اپنی اپنی زبان میں بیک وقت توحید کا اقرار اور بیعت کے الفاظ دہرا رہی ہونگی۔ آئیے اب ہم ان آسمانی ازلی ابدی لمحوں میں شریک ہو جائیں"۔

اس کے بعد سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیعت کے الفاظ دہرائے۔ اس موقعہ پر حضور کے سامنے مختلف علاقوں کی نمائندگی میں حسب ذیل احباب کو اپنا ہاتھ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دست مبارک میں دینے کی سعادت حاصل ہوئی۔ مکرم اللہ بخش صاحب صادق، مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب (امیر جرمنی)، مکرم عبدالرشید صاحب انور (مبلغ انچارج آئیوری کوسٹ)، مکرم عیسی الحسن داؤد صاحب (امیر آئیوری کوسٹ)، مکرم وسیم احمد صاحب چیمہ (امیر تنزانیہ)، مکرم مظفر احمد صاحب ظفر (نائب امیر امریکہ)۔ ان کے پیچھے دو ترچھی قطاروں میں بیٹھے ہوئے احباب نے ایک دوسرے کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے جسمانی رابطہ بھی قائم کیا اور ان کے توسط سے تمام حاضرین نے ایک دوسرے کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور یوں سب گویا وحدت کی لڑی میں پروئے گئے اور اس حالت میں تمام حاضرین نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اقتداء میں اور ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطہ کے ذریعہ دنیا بھر میں تمام احمدی ناظرین نے اپنی اپنی زبان میں بیعت کے الفاظ دہرا کر عالمی بیعت کی اس نہایت مبارک تقریب میں شرکت کی۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

— — — — —

موصیان کرام توجہ فرمائیں

ہر سال کے آخر پر دفتر وصیت سے اپنی آمد کی حساب فہمی کرانی ضروری ہے۔ یہ دفتر کی طرف سے باقاعدہ ادائیگی کا گوشوارہ تصدیق فارم ارسال کیا جاتا ہے۔ ہر موصی/ موصیہ کا اولین فرض ہے کہ گوشوارہ اور آمد کی تصدیق کر کے فوری جواب سے مطلع فرمائیں تا بقایا/ فاضلہ کا تعین ہو سکے۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

موصیان کرام سے گزارش

رہائش کی تبدیلی کی وجہ سے اپنے نئے ایڈریس سے مقامی جماعت اور دفتر وصیت کو فوری آگاہ رکھنا آپ کی ذمہ داری ہے۔ اس لئے ایسے موصیان جو پاکستان سے بیرون ملک آئے ہیں فوری طور پر دفتر وصیت کو اپنے نئے ایڈریس سے آگاہ کریں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

بقیہ از ہومیو پیتھی کلاس نمبر (۳۸)

مثلاً تشنج سے چہرہ تمتما اٹھنا۔ یہ ہائیڈرو سائنیک ایسڈ (Hydrocyanic Acid) کی علامت ہے۔ ہائیڈروفوبینم (Hydrophobinum) بھی اس کے ساتھ ملا کر دیں تو زیادہ مفید ہے۔ خاص طور پر جبکہ مریض کو چمکدار چیزوں کو دیکھ کر دورہ پڑے۔ اگر یہ دونوں ملا کر دیں تو یہ ایک دوسرے کی مدد کرتی ہیں۔ اس موقع پر سٹریمونیم (Stramo-nium) بھی مددگار ہے اس کو بھی استعمال کر کے دیکھنا چاہئے۔

اس میں آرنیکا اور آرسنک وغیرہ اگر مددگار کے طور پر دینا ہے تو ہفتے دس دن میں ہزار یا دس ہزار کی اونچی طاقت میں دیں مہینے یا پندرہ دن میں ایک بار دینے سے مریض میں اعتماد آجاتا ہے حالانکہ یہ مرگی کی دوا نہیں ہے۔ مرگی کے مریض میں خوف بیٹھ جاتا ہے، اعتماد اٹھ جاتا ہے۔ اس ڈر کی وجہ سے تشنج کی کیفیات کو مدد ملتی ہے۔ اس لئے جو بھی علاج کریں ساتھ آرنیکا اور آرسنک (Arnica & Arsenic) 1000 میں کبھی کبھی دیں تو عمومی طور پر فائدہ ہوگا۔

کلکیریا سلف میں مرگی کی بنیادوں کو دور کرنے کا دعویٰ صرف اس وقت قابل قبول ہے جبکہ یہ ورثے میں نہ ملی ہو۔ پھر یہ بیماری کو جڑ سے بھی نکال سکتی ہے لیکن مستقل بیماری میں اگر ہومیو پیتھک دوا کام نہ آئے تو مریض کو لٹکائے نہ رکھیں اسے ایلوپیتھک کے حوالے کریں۔ ایلوپیتھی میں طاقتور دوائیں کام آجاتی ہیں جو مرض کو دبا دیتی ہیں اور مریض تکلیف سے بچا رہتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا مرگی کے دیگر علاجوں میں سے ایک چینی طریق علاج ہے۔ یہ ادویہ بعض جگہ تو بالکل ناکام رہیں مگر بعض جگہ حیران کن اثر دکھایا اور بیماری یکسر غائب ہوگئی۔ یہ بیماری ۸۔۱۰ بلکہ ۱۵ سال سے قائم تھی لیکن اس طریق علاج میں شفا کی شرح بہت کم نظر آئی ہے اگرچہ ان کا دعویٰ یہ تھا کہ ۷۰٪ مریض یا تو شفایاب ہوجاتے ہیں یا بیماری بہت کمزور پڑ جاتی ہے۔ باقی ۲۰٪ ایسے ہیں جن کو خاص فائدہ ہوتا ہے اور صرف دس فیصد ایسے ہیں جن پر دوا کام نہیں کرتی۔

حضرت صاحب نے فرمایا لیکن میرا تجربہ تو یہ رہا ہے کہ ۷۰٪ پر شاید کام نہ کرے اور شفا کی شرح ۲۵٪ سے زیادہ نہیں تاہم اس پر تجربے کر رہے ہیں پھر صحیح پتہ لگے گا۔

عضلات کا کھچاؤ

حضرت صاحب نے فرمایا کلکیریا سلف عضلات کے کھچ جانے میں بہت مفید دوا ہے۔ بوجھ اٹھانے سے کمر درد ہو اس میں کلکیریا سلف اثر کرے گی۔ صرف کمر ہی نہیں سارے جسم کے مسلز یعنی بازو کے، کمر کے، ٹانگ کے پٹھے وغیرہ میں فائدہ دے گی۔

اس میں جو Violent Spasm ہے اس کا تعلق مرگی سے ہے۔ یہ علامت صرف چہرے پر ہی نہیں دیگر عضلات پر بھی موثر ہے۔ ہڈیوں کی دردوں میں بھی اس کو استعمال کر کے دیکھیں۔ حضور نے فرمایا عضلات میں Twiching ناک کے پاس، آنکھ کا پھڑکنا اس میں اگیریکس (Agaricus) اور کالی فاس بھی موثر ہیں۔ یہ اعصابی دباؤ نہیں بلکہ عضلاتی بیماری ہے۔

اگر عمومی طور پر مریض بتائے کہ جسم میں کسی جگہ Twiching ہوتی ہے اور کسی اعصابی دباؤ کی وجہ سے نہیں بلکہ عضلاتی بیماری ہے کوئی ایسی جسکی وجہ سے Twiching ہو تو کلکیریا سلف دوا استعمال کریں۔

اس میں کسی ایک جگہ کھڑے رہنے سے تکلیف بڑھتی ہے جیسے وہ عورتیں جو کھڑے ہوکر کھانا وغیرہ پکاتی ہیں وہ ٹانگ درد کا شکار ہو جاتی ہیں۔ اس میں کلکیریا سلف کے علاوہ سلفر بھی مفید ہے۔

سلفر میں چلنا نسبتاً آسان ہے۔ چلنے سے ٹانگوں میں گرمی سلفر کی علامت ہے۔ اس میں مریض چلنے سے ٹھیک رہتا ہے۔ مگر جب چلنے سے ٹانگیں گرم ہو جائیں تو تکلیف ہوتی ہے۔ یہ نہ برائیونیا اور نہ ہی رسٹاکس کی علامت ہے۔ ایسے میں کلکیریا سلف سب سے موثر دوا ہے۔ بے چینی گھبراہٹ اندیشوں میں دن گذرنا۔ صبح ہوتے ہی اندیشے پیدا ہو جانا اور Anxiety میں مفید ہے۔ ذہنی محنت سے جلد تھک جانا۔ Vertigo چکر آنا۔ چکر کے ساتھ مرگی ہوتی ہو تو یہ دوا بہت اچھی ہے۔ آنکھوں میں ڈبل ویژن ہو اور فوٹو فوبیا ہو تو اس میں بہت مفید ہے۔

کانوں میں آوازیں آئیں۔ دائمی نزلہ میں اگر دائمی طور پر نیلا پانی آئے تو اس کے علاج میں انفلوئنزینم الرجی دور کرنے کی دوا ہے۔ اس میں مستقل نزلہ جو ٹھہر گیا ہو اور اندر سے میوکس میمبرین کو بودا کر چکا ہو، بہت تکلیف وہ زندگی ہوتی ہے۔ اس میں کلکیریا سلف بہت اچھی ہے۔

منہ میں بھی علامتیں۔ زبان کی سختی بغیر زخم یا کسی اور بیماری کے۔ اس میں Chocking بہت زیادہ ہے۔ اچانک تشنج بہت نمایاں ہے۔ اس کی Chocking کا مزاج ہیپر سلف (Heper Sulf) سے ملتا ہے۔ گردے کی پرانی سوزش میں کلکیریا سلف بہت اچھا علاج ہے۔ گردے کی جھلیوں کی سوزش اور پیدا ہونے والے نتائج لمبا عرصے چلتے ہیں۔

حضرت صاحب نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کل میں نے کرانک بلیڈنگ Chronic Bleeding کے لئے نسخہ بیان کیا تھا۔ کلکیریا کارب (Calc. Carb)، میوریکس (Murex)، اور سباینا (Sbina)۔ عموماً میں یہی نسخہ دیتا ہوں۔ مگر بعض اوقات فاسفورس (Phosphorqus) بہت اچھا اثر کرتا ہے۔ چنانچہ ایک نسخے میں میں نے سباینا نکال کر فاسفورس ڈال دی اور اس نے غیر معمولی اثر دکھایا۔ حضور نے فرمایا یہ نسخے عمومی رہنمائی میں مددگار ہوتے ہیں۔ بعض مریضوں کے حالات تبدیلی کا تقاضا کرتے ہیں۔ اس امر کو ملحوظ رکھنا چاہئے۔

— — — — —

الفضل انٹرنیشنل کی زیادہ سے زیادہ خریداری کے ذریعہ اس روحانی چشمہ کے فیض کو عام کریں۔ نہ صرف خود خریدار بنیں بلکہ دوسروں کو بھی خریداری کی طرف توجہ دلائیں۔

(مینیجر)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ۔ محمود احمد ملک)

★★حضرت ایوب علیہ السلام قریباً ساڑھے تین ہزار سال قبل بحر مردار (فلسطین) اور جزیرہ عرب کے درمیان ادوم یا ادومنہ نامی ایک بستی میں مبعوث ہوئے۔ آپؑ ایک مالدار، صاحب عزت اور تندرست آدمی تھے اور اعلیٰ اخلاق اور ہمدردانہ طبیعت کے مالک تھے۔ خدا تعالیٰ نے آپکو آزمائش میں ڈالا اور دنیاوی نعماء واپس لے لیں۔ آزمائش کے دور میں آپؑ نے کسی شکوہ کی بجائے دعاؤں اور صبر کا عظیم نمونہ دکھایا چنانچہ قرآن کریم میں آپکو صابر نبی کہا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپکی دعاؤں کو قبول فرما کر ابتلاء کو ختم کردیا اور آپؑ خدا کے حکم سے ایک چشموں والے پہاڑی علاقہ کی طرف ہجرت کر گئے جس کا معین اندازہ لگانا مشکل ہے۔ وہاں بہت سے سعید فطرت آپ پر ایمان لے آئے۔ آپؑ نے قریباً ۹۳ سال عمر پائی۔ یہ مختصر حالات محترم فرید احمد نوید صاحب نے قلمبند کئے ہیں جو ماہنامہ "تشحیذ الاذہان" اکتوبر ۹۵ء کی زینت ہیں۔

★★اسی شمارے میں محترم کرنل ریٹائرڈ محمد عبدالخالق صاحب کا انٹرویو بھی شائع ہوا ہے۔ آپ ۱۹۲۴ء میں ایک گاؤں میں پیدا ہوئے جہاں سوائے آپکے والد کے اور کوئی بھی پڑھا لکھا نہ تھا۔ محترم ملک غلام نبی صاحب (جو جنرل اختر حسین ملک کے والد تھے) کی تبلیغ سے آپکے والد نے احمدیت قبول کی جبکہ آپکو یہ سعادت ۳۸ء میں حاصل ہوئی۔ ایم بی بی ایس کرنے کے بعد ۴۷ء میں آپ فوج میں بھرتی ہوگئے۔ ۷۴ء میں حکومت نے احمدی افسران کی ترقیاں روک دیں چنانچہ ۲۵ سالہ سروس کے بعد کرنل کی حیثیت سے آپ نے قبل از وقت ریٹائرمنٹ لے لی اور اپنی زندگی نصرت جہاں سکیم کے تحت وقف کردی۔ آپ کو ۱۹۷۷ء میں ۳ سال کے لئے سیرالیون بھجوایا گیا۔ پھر آپ ایران چلے گئے اور ۸۹ء میں صد سالہ جشن تشکر کے موقع پر وسطی ایشیا کے ممالک کے لئے ۱۵ روز وقف عارضی پر سمرقند میں رہے۔ اکتوبر ۹۴ء سے آپ فضل عمر ہسپتال ربوہ کے ایڈمنسٹریٹر کے طور پر خدمات بجالا رہے ہیں۔

★★اسی رسالہ میں محترمہ بشریٰ رحمن صاحبہ کا مضمون کاغذ کی تیاری کے بارے میں شائع ہوا ہے۔ دو ہزار سال قبل مصر کے لوگ ایسے درخت کی چھال پر لکھا کرتے تھے جسے PIAPERES کہا جاتا تھا۔ انگریزی لفظ PAPER اسی سے ماخوذ ہے۔ کاغذ بنانے کا طریق چینیوں اور عربوں نے ایجاد کیا۔ یہ کاغذ کتان اور سوتی کپڑوں کے چیتھڑوں سے بنایا جاتا تھا۔ عربوں سے یہ فن شمالی افریقہ کے مسلمان سپین لے گئے اور پھر یورپ اس سے آشنا ہوا۔ کاغذ بنانے کی پہلی مشین فرانس میں ایجاد ہوئی۔ آجکل کاغذ کی تیاری ایک خاص قسم کی گھاس اسپارٹو اور بانس کی لکڑی سے کی جاتی ہے۔

★★گیلیلیو اٹلی میں ۱۵ فروری ۱۵۶۴ء کو پیدا ہوا۔ زمانہ طالبعلمی سے ہی اس نے پرانے اصولوں کی مخالفت شروع کردی لیکن اس کی شہرت کا آغاز ارسطو کے اس اصول کو غلط ثابت کرنے سے ہوا کہ بھاری چیزیں ہلکی اشیاء سے جلدی نیچے گرتی ہیں۔ ۱۶۰۲ء میں اس نے تھرمامیٹر ایجاد کیا اور دوربین کی ایجاد نے اسے نمایاں مقام پر کھڑا کردیا۔ پھر اس نے بہتر دوربین بناکر اجرام فلکی کا مشاہدہ کیا اور چاند، سورج اور کہکشاں کے بارے میں حقائق بیان کئے۔ اس نے اس ہزار سالہ مذہبی عقیدہ کو باطل قرار دیا کہ زمین کائنات کا مرکز ہے اور سارے اجرام اسکے گرد گھومتے ہیں۔ اس پر مذہبی راہنما اس کے خلاف ہوگئے۔ چنانچہ گیلیلیو روم چلا گیا لیکن اسکی وضاحت کے باوجود مذہبی عدالت نے اسے تنبیہہ کی۔ ۱۶۳۴ء میں اس نے ایک کتاب میں سورج کو نظام شمسی کا مرکز قرار دیا۔ اس اعلان کے ساتھ ہی اس کی مخالفت میں شدت آگئی۔ ۳۷ء میں وہ اندھا ہوگیا اور ۱۶۴۲ء میں ۸۰ سال کی عمر میں اس کا انتقال ہوا۔ مذہبی راہنماؤں کے دباؤ کے باعث نہ اس کا جنازہ اٹھایا گیا اور نہ مقبرہ تعمیر ہوا لیکن مستقبل نے ثابت کردیا کہ انسان استقامت سے سچائی پر قائم رہے تو اسکا نام زندہ رہتا ہے اور اس کے مخالف گمنام ہو جاتے ہیں۔ مذکورہ رسالہ میں شائع ہونے والا یہ مضمون محترمہ فائزہ ملی صاحبہ نے تحریر کیا ہے۔

★★دنیا کی مشہور تاریخی دیواروں میں دیوار چین طویل ترین ہے، اسے ۳ق م میں تعمیر کیا گیا تھا۔ "دیوار گریہ" بیت المقدس میں واقع ہے اور یہ ہیکل سلیمانی کی دیوار کا کچھ بچا ہوا حصہ ہے جہاں یہودی اکٹھے ہوکر روتے ہیں، اسکی لمبائی ۴۹ میٹر اور اونچائی ۱۲ میٹر ہے۔ "دیوار برطانیہ" ۱۱۲ کلو میٹر لمبی ہے جو دوسری صدی عیسوی میں سکاٹ لینڈ کے حملہ آوروں سے بچاؤ کے لئے بیس ہزار مزدوروں نے ۱۰ سال میں بنائی تھی۔ اس کا ۱۶ کلومیٹر حصہ اب بھی موجود ہے۔ جرمنی کے شہر برلن کو دو حصوں میں تقسیم کرنے والی "دیوار برلن" ۱۹۶۱ء میں تعمیر کی گئی تھی جسے ۱۰ نومبر ۸۹ء بروز جمعہ مشرقی جرمنی کے عوام نے گرادیا اور اس طرح FRIDAY THE 10TH کا عظیم نشان بھی ظاہر ہوا۔ محترم مبارک احمد صاحب کا یہ مضمون بھی مذکورہ رسالہ میں شائع ہوا ہے۔

★★ماہنامہ "مصباح" ستمبر ۹۵ء میں حضرت مسیح موعودؑ کی ایک تحریر نماز میں حصول حضور اور توجہ کے بارے میں (الحکم ۲۴ مئی ۱۹۰۴ء سے) نقل کی گئی ہے جو حضورؑ نے مولوی نظیر حسین دہلوی صاحب کو لکھی تھی۔ حضورؑ نے فرمایا کہ اگر توجہ پیدا نہ ہو تو ہر ایک نماز میں خدا تعالیٰ کے حضور میں یہ دعا کریں کہ "اے خدا تعالیٰ قادر ذوالجلال میں گناہ گار ہوں اور اس قدر گناہ کی زہر نے میرے دل اور رگ و ریشہ میں اثر کیا ہے کہ مجھے رقت اور حضور نماز حاصل نہیں۔ تو اپنے فضل و کرم سے میرے گناہ بخش اور میری تقصیرات کو معاف کر اور میرے دل کو نرم کردے اور میرے دل میں اپنی عظمت اور اپنا خوف اور محبت بٹھادے تاکہ اس کے ذریعہ سے میری سخت دلی دور ہو کر حضور نماز میسر آوے۔" حضور نے مزید تحریر فرمایا کہ اس دعا کے کرنے میں ماندہ نہ ہوں اور تھک نہ جاویں بلکہ پورے صبر اور استقامت سے اس دعا کو پنج وقت کی نمازوں میں اور نیز تہجد کی نماز میں کرتے رہیں اور بہت بہت خدا تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں کیونکہ گناہ کے باعث دل سخت ہوجاتا ہے، ایسا کروگے تو ایک وقت یہ مراد حاصل ہو جاوے گی مگر چاہئے کہ اپنی موت کو یاد رکھیں۔ آئندہ زندگی کے دن تھوڑے سمجھیں اور موت قریب سمجھیں۔ یہی طرق حصول حضور کا ہے۔

مفید طبی معلومات

(ڈاکٹر امتہ الرزاق سمیع۔ ایف۔ آر۔ سی۔ ایس)

ایشیائی مرد اور دل کا دورہ

تازہ ترین تحقیقات سے ثابت ہوا ہے کہ ایسے ایشیائی مردوں کو جو کہ برطانیہ، امریکہ یا یورپ کے دوسرے ممالک میں آکر آباد ہوگئے ہیں دل کے دورے کا خطرہ بہت زیادہ ہوتا ہے۔ پنجابی مرد یعنی مشرقی اور مغربی پنجاب کے مرد خاص طور پر اس خطرے کا شکار ہیں۔ زیادہ پریشانی کی بات یہ ہے کہ یہ دورہ نسبتاً چھوٹی عمر یعنی ۴۰ - ۴۵ سال کی عمر میں پڑتا ہے اور جان لیوا بھی ثابت ہوسکتا ہے۔

دل کا دورہ کیا ہے؟

جب دل کو خون ملنے کی مقدار کم ہو جائے اور دل کو دھڑکنے کے لئے جتنی آکسیجن چاہئے وہ نہ مل سکے تو سینے میں درمیان میں شدید درد اٹھتا ہے جو کہ الٹے ہاتھ یا حتیٰ کہ گردن کے الٹے حصے اور دانتوں تک بھی جاسکتا ہے۔ سخت درد کے ساتھ متلی یا قے کی شکایت بھی ہو سکتی ہے۔

خدا تعالیٰ نے دل کا نظام ایسا رکھا ہے کہ سب سے صاف خون دو بڑی شریانوں کی مدد سے دل میں پہنچایا جاتا ہے۔ ایک شریان دل کے اگلے اور دوسری پچھلے حصہ کو خون پہنچاتی ہے۔ دونوں شریانیں آپس میں خون کا تبادلہ نہیں کرسکتیں۔ عمر کے ساتھ ساتھ دل کی شریانوں میں چربی جمع ہونا شروع ہوجاتی ہے جو کہ دوران خون کو کم کرتی ہے۔ اگر دل کے مقررشدہ خون کا ۳۰٪ حصہ بھی اسے ملتا رہے تو دل ٹھیک کام کرتا رہتا ہے۔ جب چربی کی وجہ سے خون کی مقدار ۳۰٪ سے بھی کم ہو جائے تو سینے میں درد ہوتی ہے جسے دل کا دورہ کہا جاتا ہے۔

شریانوں میں چربی کیوں جمع ہوتی ہے؟

اس سوال کا جواب ابھی نہیں مل سکا لیکن اندازہ ہے کہ شریانوں کی اندرونی جھلی عمر کے ساتھ کمزور پڑجاتی ہے اور یہ عمل ۱۲ سال کی عمر میں شروع ہو جاتا ہے۔ اندرونی جھلی کے کمزور ہونے سے خون میں شامل چربی شریانوں کے اندر چلی جاتی ہے اور وہاں جمع ہو سکتی ہے اور یہ چربی آہستہ آہستہ بڑھتی رہتی ہے اور کچھ عرصے بعد اس میں کیلشیم بھی جمع ہونی شروع ہو جاتی ہے اور شریان تنگ ہو جاتی ہے اور خون کا بہاؤ رک سکتا ہے۔

ایشیائی مردوں کو خاص خطرہ کیوں؟

ایسے پنجابی مرد جو اپنے وطن میں رہتے ہیں ان کو دل کے دورہ کا خطرہ بہت کم ہوتا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ دل کی یہ بیماری موروثی نہیں ہے۔ اندازہ ہے کہ یورپ میں رہنے والے ایشیائی مرد کھانے میں چربی کا استعمال بہت کرتے ہیں۔ عموماً گھروں میں سالن کی پہلی پلیٹ مردوں کو دی جاتی ہے جس میں گھی یا تیل کی مقدار سب سے زیادہ ہوتی ہے، نتیجۃً ان کے جسم فربی کی طرف مائل ہو جاتے ہیں اور چربی انکی رگوں میں جمع ہو جاتی ہے۔ ایک اندازہ یہ بھی ہے کہ ایشیائی مرد باقاعدہ ورزش نہیں کرتے، وہ سخت محنت تو کرتے ہیں لیکن باقاعدہ ورزش یعنی تیز چلنا، گولف کھیلنا، دوڑنا، گھڑ سواری، سکواش اور ٹینس وغیرہ نہیں کھیلتے لہٰذا ایک طرف تو جسم میں جمع شدہ چربی نہیں گھلتی تو دوسری طرف دل کے پٹھے بھی مضبوط نہیں رہتے اور دل کے دورے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔

ایک وجہ یہ بھی بتائی جاتی ہے کہ ایشیائیوں میں ذیابیطس کا مرض عام ہے جو کہ دل کی شریانوں کو کمزور کر دیتی ہے اور چربی جمع ہونے کا عمل بہت تیز کردیتی ہے۔ اگر ذیابیطس کو صحیح قابو کرلیا جائے تو شریانوں کے کمزور ہونے پر بھی قابو پایا جاسکتا ہے۔

دل کے دورے سے بچاؤ کی تدابیر

★ سگریٹ نوشی سے مکمل پرہیز کریں اور ایسے ماحول میں بھی نہ بیٹھیں جہاں سگریٹ پی جا رہی ہو کیونکہ سگریٹ کا دھواں دل کی شریانوں میں چربی جمع کرنے کا عمل تیز کردیتا ہے۔

★ ہفتے میں دو سے زیادہ انڈے نہ کھائیں۔ انڈے کی زردی کم سے کم کھائیں۔

★ سرخ گوشت یعنی بیف یا مٹن (BEEF OR MUTTON) کی بجائے مچھلی اور مرغی کو اپنی عموماً خوراک بنائیں۔ سرخ گوشت میں چربی کی مقدار ۵۰٪ تک ہوتی ہے جو کہ دل کے لئے مضر ہے۔

★ سبزیاں اور پھل باقاعدگی سے وافر مقدار میں استعمال کریں۔

★ باقاعدہ ورزش کو اپنا معمول بنالیں۔

جرمنی سے پاکستان یا کسی بھی ملک کے ہوائی سفر کے لئے ہماری خدمات سے فائدہ اٹھائیں۔

دسمبر میں PIA یا کسی بھی ایرلائن سے پاکستان کے سفر کے لئے ابھی سے اپنی نشست محفوظ کروالیں، ارادہ بدلنے پر کینسلیشن چارجز نہیں لئے جائیں گے۔

Irfan Khan,
Goldwing Trade & Travel Frankfurt
Tel: 069 - 567262, Fax: 069 - 5601245

سوال و جواب

ہوا تھا یا اس کی تمثیل تھی یعنی مثالی طور پر اس کے ظہور کی بات کر رہے تھے جب تک یہ مسئلہ حل نہ ہو ہم اس غور میں آگے نہیں بڑھ سکتے۔ میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کروانی چاہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس مسیح کی بات نہیں فرما رہے تھے جو پہلی امت میں یعنی موسیٰ کی امت میں پیدا ہوا تھا۔ بلکہ تمثیلی طور پر اس کا نام عیسیٰ بن مریم آنے والے مصلح کو دے رہے تھے جو امت میں پیدا ہونا تھا۔ اس کا ثبوت کیا ہے؟ اس کا اول ثبوت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے گزرے ہوئے مسیح کا بھی نقشہ دیکھا جو حدیث بخاری میں اور دوسری حدیثوں میں محفوظ ہے۔ ان کے بال گھنگھریالے تھے، رنگ سرخ تھا اور بخاری کی ایک اور حدیث میں ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس مسیح کو دیکھا جس کے پیچھے پیچھے مسیح الدجال بھی طواف کر رہا تھا یعنی اس کی دشمنی میں، اس کی تاک میں تھا کہ میں اس کو ہلاک کروں۔ آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ اس مسیح کا نقشہ اس طرح میری آنکھوں کے سامنے ہے جیسے میں سامنے دیکھ رہا ہوں۔ اس کا نقشہ کیا ہے۔ گندمی رنگ ہے اور بال سیدھے ہیں اور سیاہ ہیں جیسے ابھی نہا کر نکلا ہو اور اس کے بالوں کے کناروں سے پانی ٹپک رہا ہو۔ اب بالوں کی نوکوں سے پانی اس وقت ٹپکتا ہے جب وہ ساتھ پھیلے ہوئے نیچے اترے ہوں۔ اوپر کی طرف گچھا بنے ہوئے بالوں کی نوکوں سے پانی نیچے اترا ہی نہیں کرتا۔ یعنی ٹپکا نہیں کرتا۔ پس دو حلیے الگ الگ ہیں۔ (اس سلسلہ میں ملاحظہ ہو بخاری کتاب الانبیاء باب واذکر فی الکتاب مریم اذا انتبذت من اھلہا۔ اور ابوداؤد کتاب الملاحم خروج دجال)۔ استنباط کرنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پرانے مسیح کی بات فرما رہے تھے یہ درست نہیں ہے۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

مختصرات

آجکل مغربی معاشرہ میں شادی کی بجائے Living Together کا رحجان بڑھ رہا ہے۔ ان لوگوں کو شادی کی افادیت کا کیسے قائل کیا جاسکتا ہے؟

★ قرآن مجید اور احادیث کی دعائیں بہت جامع اور مختصر الفاظ میں ہیں۔ لیکن یہ احساس ہوتا ہے کہ درود شریف میں الفاظ کو بار بار دہرایا گیا ہے اس کی کیا وجہ اور حکمت ہے؟

★ اگر نماز پڑھتے وقت فون آ جائے تو کیا کرنا چاہئے اور کیا جہاں سے نماز چھوڑنی پڑے وہیں سے آغاز ہوگا یا شروع سے؟

★ قرآن مجید کی مختلف آیات میں پہاڑوں کے چلائے جانے کا اور سمندروں کے پھاڑے جانے کا اور دیگر متعدد امور کا ذکر ملتا ہے کیا یہ سب واقعات قیامت کے روز ہوں گے یا یہ آخری زمانہ کی علامات ہیں؟

★ خاتمیت محمدیہ کے ضمن میں حضور انور نے بیان فرمایا تھا کہ سب انبیاء کی زندگی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار اور نمونہ کی چھاپ نظر آتی ہے۔ اسکی مزید تفصیل اور وضاحت۔

★ مردوں کے لئے سونا استعمال کرنے کی اس دنیا میں ممانعت ہے انعام کے طور پر طلائی میڈل دینے اور پہننے کا طریق اس تعلیم کی روشنی میں درست ہے یا نہیں؟

★ حضرت عیسیٰ علیہ السلام موحد تھے وہ کس رنگ میں عبادت کیا کرتے تھے اور اب ان کے ماننے والوں میں مشرکانہ طرز عبادت کا طریق کب اور کیسے رائج ہوگیا؟

★ آجکل کی COMPLICATED اقتصادی دنیا میں آمد کی صحیح تعین بہت مشکل ہوگئی ہے اس صورت میں زکوٰۃ کی ادائیگی کس طرح کرنی چاہئے؟

★ قرآن مجید میں آتا ہے کہ جس شخص کو نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ ینقلب الی اھلہ مسرورا۔ وہ اپنے اہل کی طرف خوشی خوشی واپس آئے گا۔ اس کا کیا مطلب ہے؟

★ آجکل مرغیوں کو جانوروں کا خون بطور خوراک دینا بہت عام ہوگیا ہے۔ کیا یہ طریق اسلامی تعلیم کے لحاظ سے درست ہے اور کیا ایسی مرغیوں کا کھانا درست ہے یا نہیں؟

★ التحیات میں جب ہم السلام علیک ایھا النبی کہتے ہیں تو حاضر کے صیغہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہیں۔ اس کا کیا مفہوم ہے اور کیوں ایسے کیا جاتا ہے؟

★ حضرت امیر معاویہؓ نے اپنے بعد خود ولی عہد مقرر کرنے کا طریق کس وجہ سے جاری کیا؟ (ع۔م۔ر)

واقفین نو کے والدین کے لئے
ضروری اعلان

تمام ایسے احباب جنہوں نے اپنے بچوں کو وقف نو کے تحت وقف کیا ہوا ہے ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ اگر وقف نو کا فارم پر کرنے کے بعد ان کا پتہ تبدیل ہو گیا ہو تو فوری طور پر شعبہ وقف نو مرکزیہ (لندن) کو اطلاع بھجوائیں۔ اطلاع دیتے وقت "حوالہ نمبر وقف نو" ضرور تحریر کریں تاکہ ریکارڈ تلاش کرنے میں آسانی رہے۔ مرکزی ریکارڈ میں اندراج مکمل ہونا بہت ضروری ہے۔ خاص طور پر مکمل پتہ ضرور درج ہونا چاہئے اور جب بھی پتہ تبدیل ہو اس کی اطلاع ضرور دی جانی چاہئے۔

اطلاع بھجوانے کا پتہ:

16 GRESSENHALL ROAD,
LONDON SW18 5QL (U.K)

(انچارج تحریک وقف نو۔ مرکزیہ لندن)

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

خدا تعالیٰ بڑا کریم ہے لیکن اس کی طرف آنے کے لئے عجز ضروری ہے
(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہؑ)

MUSLIM TELEVISION AHMADIYYA

Muslim TV AHMADIYYA

Programme Schedule for Transmission from London
1st December 1995 - 14th December 1995

Friday 1st December

11.30	Tilawat
11.45	Dars-ul-Hadith
12.00	M.T.A Variety: Hamari Kaenat
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 46, Part 2
1.00	MTA News
1.30	Friday Sermon, Live
2.40	Nazm
2.50	Mulaqat with Huzoor (Urdu).
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Qaseedah
4.55	Tomorrow's Programmes

Saturday 2nd December

11.30	Tilawat
11.45	Dars-ul-Hadith (English)
12.00	Eurofile: Question Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih the IV, held in Nunspeet, Holland. 23/9/95. Part 1
1.30	MTA News
2.00	Children's Corner: Mulaqat with Huzoor.(English)
3.05	Nazm
3.10	M.T.A Variety: Documentary "Madam Tussauds"
3.40	LIQAA MA'AL ARAB
4.40	Qaseedah
4.50	Tomorrow's Programmes

Sunday 3rd December

11.30	Tilawat
11.45	Dars-ul-Hadith (English)
12.00	Eurofile: A Letter from London
12.30	Eurofile: Question Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih the IV, held in Nunspeet, Holland. 23/9/95. Part 2
1.00	MTA News
1.30	Children's Corner - Lets learn Salat No. 13
2.00	Mulaqat: Huzour meets English speaking friends.
3.00	Nazm
3.05	M.T.A Sports: Football matchm, Darul Nasr / Sadar.
3.40	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Nazm & Tomorrow's Programmes

Monday 4th December

11.30	Tilawat.
11.45	Dars-e-Malfoozat
12.00	Eurofile
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 47, Part 1
1.00	MTA News
1.30	Around the Globe: "A visit to Spain"
2.00	Natural Cure- Homeopathy lesson No. 128
3.05	Dil bar mera yehi hai, by Chaudhry Hadi Ali Sahib
3.30	Eurofile: Programme from Germany.
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Qaseedah and Tomorrow's Programmes

Tuesday 5th December

11.30	Tilawat
11.45	Seerat-ul- Nabi (SAW)
12.00	Medical Matters
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 47 Part 2
1.00	MTA News
1.30	Around the Globe: Hijri Shamsi Calindar, Fath
2.00	"Natural Cure": Homeopathy Lesson 129
3.05	M.T.A. Variety: "Conversation", by Naseem Mahdi
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Qaseedah Tomorrow's Programmes

Wednesday 6th December

11.30	Tilawat
11.45	Dars-E-Hadith
12.00	Eurofile
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 48 Part 1
1.00	MTA News
1.30	M.T.A Lifestyle. Sewing Class, Perahan
2.00	Quran Class - Tarjumatul Quran 101.
3.00	Nazm
3.05	M.T.A Variety - Islamic Adaab by Imam Ata-ul-Mujeeb Rashid Sahib
3.40	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

Thursday 7th December

11.30	Tilawat
11.45	Dars-E-Malfoozat
12.00	Medical Matters:
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 48 Part 2
1.00	M.T.A News
1.30	Around the Globe: Seerat Hadhrat Ali r.a.t.a
2.00	Quran Class - Tarjumatul Quran Class No 102.
3.00	Nazm
3.05	M.T.A Variety: Quiz programme, Nasirat ul Ahmadiyya, Pakistan.
3.30	"Children Corner": Yassarnal Quran No. 12
4.00	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

Friday 8th December

11.30	Tilawat
11.45	Dars-ul-Hadith
12.00	M.T.A Variety: Hamari Kaenat, No. 2 .
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 49, Part 1
1.00	MTA News
1.30	Friday Sermon, Live
2.40	Nazm
2.50	Mulaqat with Huzoor (Urdu).
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Qaseedah
4.55	Tomorrow's Programmes

Saturday 9th December

11.30	Tilawat
11.45	Dars-ul-Hadith (English)
12.00	Eurofile: Question Answer Session with Huzoor, 20/11/95.
1.30	MTA News
2.00	Children's Corner: Mulaqat with Huzoor.
3.05	M.T.A Variety: Programme from Germany
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

Sunday 10th December

11.30	Tilawat
11.45	Dars-ul-Hadith (English)
12.00	Eurofile: A Letter from London
12.30	
1.00	MTA News
1.30	Children's Corner - Lets learn Salat.
2.00	Mulaqat with Huzoor. (English)
3.00	Nazm
3.05	M.T.A Variety: Programme from Germany.
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
3.50	Qaseedah
4.57	Tomorrow's Programmes

Monday 11th December

11.30	Tilawat
11.45	Dars-e-Malfoozat
12.00	Eurofile
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 49, Part 2
1.00	MTA News
1.30	Around the Globe: "A vsit to Spain"
2.00	Natural Cure- Homeopathy lesson No. 130
3.05	Dil bar mera yehi hai, by Chaudhry Hadi Ali Sahib
3.30	Children's Corner: "Hikayate Sheerem", about the truth
3.40	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Nazm and Tomorrow's Programmes

Tuesday 12th December

11.30	Tilawat
11.45	Seerat-ul- Nabi (s.a.w)
12.00	Medical Matters
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 50 Part 1
1.00	MTA News
1.30	Around the Globe:
2.00	"Natural Cure" - Homeopathy Lesson 131
3.05	M.T.A. Variety: "Conversation", by Naseem Mahdi. No. 4
3.40	P. E. from Rabwah, No. 1
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

Wednesday 13th December

11.30	Tilawat
11.45	Dars-e-Hadith
12.00	
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 50 Part 2
1.00	MTA News
1.30	M.T.A Lifestyle. Sewing Class. Perahan.
2.00	Quran Class - Tarjumatul Quran 103.
3.00	Nazm
3.05	M.T.A Variety - Islamic Adaab by Imam Ata-ul-Mujeeb Rashid Sb.
3.40	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

Thursday 14th December

11.30	Tilawat
11.45	Dars-E-Malfoozat
12.00	Medical Matters
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 51 Part 1
1.00	M.T.A News
1.30	Around the Globe: Seerat Hadhrat Talha bin Obaidullah
2.00	Quran Class - Tarjumatul Quran Class No 104.
3.05	M.T.A Variety: Quiz programme from Pakistan, Nasiratul Ahmadiyya, No. 2
3.30	"Children Corner" - Yassarnal Quran No. 13
4.00	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes.

Programmes or their timings may change without prior notice. We welcome viewers' comments about the quality of translation of the programmes. "Learning languages with Huzoor".

Al Fazl International Weekly, London
16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K)
ISSN: 1352 9587
☎ (0) 181 870 8517
Fax: (0) 181 870 1095
Vol. 2 Friday, December 1, 1995 No. 48

شذرات

(م-ا-ح)

لاہور سے نکلنے والے ہفتہ روزہ "زندگی" کے مالک و مدیر بھی صحافیوں کے اس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں جنہوں نے مودودی صاحب کی جماعت اسلامی کی گود میں آنکھ کھولی اور بلوغت کو پہنچنے پر معمولی اختلافات کے نام پر اس تنظیم سے بظاہر الگ ہو گئے لیکن دل وہیں اٹکا چھوڑ آئے۔ یہ صاحب اور اس طائفہ کے دوسرے اخبار نویس آج بھی ذوق شوق سے جماعت اسلامی کے جلسوں اور تقریبوں میں شامل ہوتے ہیں۔ اپنے اخباروں رسالوں میں جماعتی پالیسی کے خطوط کا چرچا کرتے ہیں اور جماعت اسلامی کے ناقابل رشک ماضی کے گھناؤنے چہرے پر سے بدنامی کی دھول جھاڑنے کی کوشش میں باقاعدہ جماعتیوں کا ہاتھ بٹاتے ہیں بلکہ بعض اوقات تو بادشاہ سے بھی زیادہ تاج شاہی کے وفادار دکھائی دینے کی اداکاری میں ان سے مضحکہ خیز بدحواسیاں سرزد ہو جاتی ہیں۔

جماعت اسلامی کے اراکین، متوسلین اور متفقین کی سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ ان کے پیرومرشد مولانا مودودی نے قیام پاکستان کے لئے مسلم لیگ کی مساعی کی سرتوڑ مخالفت کی تھی۔ قائداعظم، ان کے رفقاء اور عامۃ المسلمین کی تضحیک و تذلیل میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی اور حالات نے ان کے ساتھ یہ سنگین مذاق کیا کہ ۱۹۴۷ء میں انہیں اپنی جان بچا کر اسی پاکستان میں پناہ لینا پڑی جسے یہ "مسلمانوں کی کافرانہ حکومت" قرار دے چکے تھے۔ اس سے ذرا کم تر مگر زیادہ خاردار وہ سیاسی قلابازیاں اور نظریاتی کہہ مکرنیاں ہیں جو مودودی صاحب اپنے ورثاء کے لئے چھوڑ گئے ہیں۔ آنجہانی تو سیاسی طبیعت اور آمرانہ مزاج رکھتے تھے اس لئے جب اور جہاں ضرورت پڑتی تھی وہاں اپنے سابق مذہبی عقیدے یا سیاسی نظریے کو بلا تکلف روند کر یا تو اس کی تنسیخ کر دیتے تھے یا تاویل کر لیتے تھے اور سائل کو "جاؤ جی ہم ایسی علت نہیں پالتے" کہہ کر دھتکار دیتے تھے۔ (ہفت روزہ زندگی لاہور۔ ۲۲۔ ۲۸ ستمبر ۹۵ء صـ ۹) ۔ مودودی کی خود تضادیوں اور خود تردیدیوں کی ایک لمبی فہرست ہے جسے شذرات کے ان مختصر تبصروں میں نہیں سمیٹا جاسکتا۔ یہاں صرف یہ ذکر مقصود ہے کہ وہ اپنی رائے کی بے ثباتی اور بار بار اپنا موقف بدلنے کی بے قراری کی صورت میں اپنے پسماندگان کے لئے ایسا گورکھ دھندا چھوڑ گئے ہیں جو سانپ کے منہ میں چھپکلی بن گیا ہے، نہ اسے نگلتے بنتی ہے اور نہ اگلتے۔ اور محل اس تذکرے کا یہ ہے کہ ہفت روزہ زندگی اور اس مسلک کے دوسرے مجلے ہر وقت اس تاک میں رہتے ہیں کہ کوئی بہانہ ملے تو عوام کے کمزور حافظے سے فائدہ اٹھا کر دعویٰ کر دیں کہ نظریہ پاکستان تو مودودی کی سوچ تھی اور قیام پاکستان اس کا کارنامہ۔ قائداعظم، مسلم لیگ اور مسلم جمہور تو محض مودودی کے سر پر رکھی تحریک پاکستان کی کھاٹ کو کندھا دے رہے تھے۔ اسی طرح یہ کہ مودودی صاحب برصغیر میں جمہوریت کے سب سے بڑے میر میدان تھے اور حقوق انسانی کے نام پر اگر کوئی شمع کبھی جلائی گئی تھی تو وہ انہی کے حجرے کی موم بتی تھی۔

یہ لوگ جب ایسی بے بنیاد اور مغالطہ آمیز باتیں شائع کرتے ہیں تو ہم مودودی کی تحریروں کا آئینہ ان کے سامنے رکھ دیتے ہیں جس سے لاجواب ہو کر یہ زیرزمین چلے جاتے ہیں۔ جب یہ خیال آتا ہے کہ اب لوگ شاید اصل بات کو بھول چکے ہونگے۔ یا ان کا کچا چٹھا جاننے والے رحلت کر چکے ہونگے تو یہ بلوں میں سے سر نکال کر پھر وہی راگ الاپنا شروع کر دیتے ہیں۔

اب کی بار "زندگی" کے مدیر جناب مجیب الرحمان شامی نے نیا حربہ استعمال کیا ہے۔ انہوں نے مودودی صاحب کی زندگی میں ان کے دست راست اور وفات کے بعد ان کے جانشین، سابق امیر جماعت اسلامی میاں طفیل محمد صاحب طولعمرہ کو پکڑا اور وہی گھسے پٹے سوال ان کے سامنے رکھ کر ان سے انٹرویو کی صورت میں حسب منشاء جوابات اگلوائے ہیں۔ آپ بھی سنئے:

"سوال: مولانا مودودی قیام پاکستان کے مخالف تھے؟

جواب: یہ بالکل جھوٹ ہے کہ مولانا قیام پاکستان کے مخالف تھے۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ اقبال اور قائداعظم اور دوسرے تمام مسلمانوں نے دو قومی نظریے کے لئے جو کام کیا، اس کو ایک پلڑے میں رکھا جائے اور مولانا کا اکیلا کام دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے تو مولانا کا پلڑا بھاری ہو جائے گا"۔

(ہفت روزہ زندگی لاہور، ۲۲۔ ۲۸ ستمبر ۹۵ء صـ ۷)

اب ان میاں صاحب کی اس "صاف گوئی اور صدق بیانی" کے بارے میں کوئی کیا کہے۔ چونکہ انہیں بعث بعد الموت اور آخرت پر یقین نہیں اس لئے قبر میں پاؤں لٹکے ہونے کے باوجود ظلم کی حد تک جھوٹ بول رہے ہیں۔ اگر کسی نے مودودی صاحب کے اپنے تحریر کردہ مقالے پڑھے ہیں جن میں پاکستان کا مطالبہ کرنے والے عوام کو ایک چڑیا گھر، ان کی قیادت کو بازی گر، آزاد وطن کے نعروں کو بکری کی بولیاں، الگ مسلم قوم کے تصور کو ملعون اور پاکستان بن جانے کی صورت میں قائم ہونے والی مسلمان حکومت کو "کافرانہ بلکہ اس سے بھی زیادہ قابل لعنت" کہا گیا تھا وہ کیسے مان لے کہ یہ کوئی دشمن نہیں بلکہ تصور پاکستان کا بانی بول رہا ہے اور جس نے یہ مقالے نہیں پڑھے وہ ۴۲۔ ۱۹۴۱ء میں شائع ہونے والا ان کا مجموعہ "ہندوستان کے مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش، حصہ سوم" ضرور پڑھے۔ (اس کتاب میں درج اس ہوشربا داستان کے باعث اب اس کتاب کو گم کر دیا گیا ہے۔ اور حصہ اول اور دوم کو ملا کر "تحریک ہند اور مسلمان" کے نام سے ایک اصلاح شدہ اور ترمیم کردہ کتاب کی صورت میں چھاپا گیا ہے۔ ہم نے یہ حوالے تفصیل کے ساتھ اپنے مضامین میں نقل کئے ہیں جسے خواہش ہو وہ الفضل انٹرنیشنل کے فائل میں تلاش کرے یا روزنامہ جنگ لندن مورخہ ۶ جولائی ۱۹۹۲ء کی نقل کے لئے ہم سے رجوع کرے)۔

سوال نمبر۲. مولانا کا انتخابی سیاست کے بارے میں کیا رویہ تھا؟

جواب. مولانا جمہوریت کے قائل تھے۔ اسلام تو پہلے ہی بنیادی جمہوریت کا دین ہے انتخابات کے ہم قائل ہیں اور ہمیشہ حصہ لیتے رہے ہیں" (ایضاً صـ ۸)

یہاں بھی میاں صاحب اپنے ممتد سن و سال کا لحاظ کئے بغیر ڈنڈی مار گئے ہیں۔ یہ جمہوریت بھی ان موضوعات میں سے ایک ہے جو عمرو عیار کی زنبیل (پنڈورے کے بکس) کی طرح مودودی صاحب کی تصانیف میں کئی شکلوں میں پایا جاتا ہے۔ جس روپ کی ضرورت ہو ہاتھ ڈالو اور نکال لو۔ صرف ایک حوالہ حاضر ہے: "جو اسمبلیاں اور پارلیمنٹیں موجودہ زمانہ کے جمہوری اصول پر مبنی ہیں ان کی رکنیت حرام ہے اور ان کے لئے ووٹ دینا بھی حرام ہے"۔

(رسائل و مسائل حصہ اول، ستمبر ۱۹۵۱ء ایڈیشن صفحہ ۴۵۷)

اب مودودی صاحب کہتے ہیں کہ حرام ہے اور ان کے تربیت کردہ میاں صاحب فرماتے ہیں کہ ہم اسی چیز کے قائل ہیں اور نہ صرف قائل بلکہ اس پر عامل بھی۔ اب ہم کس کی مانیں۔ من چہ سرائم و طنبورہ من چہ سرائد؟۔ یوں تو ان کے موجودہ امیر قاضی حسین احمد صاحب اس وقت بھی "موجودہ زمانے کے جمہوری اصول پر مبنی" پاکستان کی سینیٹ کے رکن رکین ہیں۔ حرام تھی تو مودودی صاحب کے عہد میں تھی اب تو یہ امیر ہیں، ان کا زمانہ ہے اس لئے ان کا سکہ چلے گا۔ میاں صاحب نے اسلام بے چارے کو خواہ مخواہ اس بحث میں گھسیٹ لیا کہاں قرآن کا "اطیعوا اللہ و رسولہ واولی الامر منکم" اور کہاں ان کی بنیادی جمہوریت کی امیدواری، ووٹ بازی، انتخاب یا سینیٹ کی سیاسی نامزدگیاں۔ "ناطقہ سربگریباں ہے اسے کیا کہیے"۔

مودودی اور پاکستان کے بارے میں آج کی صحبت میں یہی کافی ہے۔ اب ہمارے قارئین ان کی دورخی یا خود تردیدی کا ایک نمونہ ملاحظہ فرمائیں۔ یہ بھی اسی انٹرویو کے حوالے سے ہے:

سوال ہوا. "مولانا مودودی نے صدارتی انتخاب میں محترمہ فاطمہ جناح کی حمایت کی گویا ان کے نزدیک عورت کی سربراہی جائز ہو گئی تھی؟

جواب. اس سلسلہ میں مولانا کا تاریخی بیان اخبارات میں چھپا کہ ایک طرف ایوب خان ہے جس میں سوائے ایک خوبی کے کہ وہ مرد ہے باقی تمام برائیاں ہیں۔ فاطمہ جناح میں صرف ایک خامی ہے جو عورت ہونا ہے اور باقی تمام خوبیاں ہیں۔ پس ہم ایک خامی کو سب خامیوں سے بہتر سمجھتے ہیں"۔

(ایضاً صفحہ ۸)

مولانا کی اس سوچ کے بارے میں ہم صرف یہ کہہ سکتے ہیں کہ شیطان کے بچاری یہ دلیل دیتے ہیں کہ فرشتوں کو چھوڑو، وہ بے چارے تو اپنی سرشت کے پابند ہیں، وہی کرتے ہیں جو حکم پاتے ہیں۔ اپنے آپ کسی کو نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان۔ نہ از خود کہیں جا سکتے ہیں نہ کچھ کر سکتے ہیں۔ ہمارے شیطان کو دیکھو کتنی خوبیاں ہیں۔ پل بھر میں یہاں سے وہاں افلاک کا چکر لگا آتا ہے۔ ہر فرد بشر اس کی زد میں ہے۔ نت نئی گھاتیں اور باتیں ایجاد کرتا ہے۔ انوکھے حیلوں اور موثر دلیلوں سے اپنے چیلے چانٹوں کی مدد کرنے کو ہر دم تیار۔ بس خامی ہے تو بس اتنی سی کہ اپنے خالق کا ذرا نافرمان ہے۔ اس خامی پر نہ جاؤ، خوبیوں کی طرف دیکھو۔

سوال یہ نہیں ہے کہ محترمہ فاطمہ جناح میں کتنی خوبیاں تھیں اور ایوب خان میں کتنی برائیاں۔ پوچھا یہ جا رہا ہے کہ جس بات (عورت کی سربراہی) کو سوچ سمجھ کر، کتاب و سنت اور عقل سلیم کے حوالے سے تم نے پہلے حرام اور خلاف اسلام قرار دیا تھا اب اس کو کس بودے حیلے سے جائز کر رہے ہو۔ کیا تم نے اپنا پہلا عقیدہ بدل لیا ہے یا اسے عارضی طور پر معطل کر رہے ہو۔ تمہارا کوئی اصول بھی ہے یا دھاندلی ہی کئے جاؤ گے؟

اور آخر میں جماعت اسلامی کے ان "نیم دروں نیم بروں" وابستگان کا یہ اعتراف کہ جن مقاصد کے لئے یہ جماعت بنائی گئی تھی ان میں یہ کلیۃً ناکام ہو چکی ہے اور اب جس راستے پر گامزن ہے وہ اس سے قطعاً مختلف ہے جو اس کے موسس نے تجویز کیا تھا۔ ہفتہ روزہ زندگی کے اسی شمارے میں جماعت کے ایک کہنہ رکن مولانا عبدالغفار حسن سابق رکن اسلامی مشاورتی کونسل پاکستان نے "پرانی یادیں" کے عنوان سے ایک نوحہ لکھا ہے جس میں اس واقعہ کا بیان ہے جب مولانا مودودی نے جماعت اسلامی کے کچھ سرکردہ اور متمول حضرات کی یہ تجویز رد کر دی تھی کہ جماعت کے اغراض و مقاصد کے ابلاغ اور تعمیل کے لئے ایک دارالعلوم قائم کیا جائے۔ تاکہ وہاں ایسے علماء تیار ہوں جو دینی علوم کے ساتھ جدید نظریات اور حالات سے بھی باخبر ہوں۔ اپنے جذباتی اور دردناک مضمون کو حسن صاحب نے ان الفاظ کے ساتھ ختم کیا ہے:

"افسوس ہے کہ انقلاب قیادت یا انتخابی سیاست کے چسکے نے اس اہم تعمیری مثبت کام (دارالعلوم کا قیام۔ ناقل) سے باز رکھا۔ اب صورت حال یہ ہے کہ نہ کوئی اہم تعمیری کام ہوا نہ انقلاب قیادت کا تحفہ ملت کو مل سکا بلکہ بحران پر بحران نظر آ رہے ہیں۔ اس وقت جماعت حسب ذیل شعر کی مصداق ہے ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

فاعتبروا یا اولی الابصار"۔ (ایضاً صـ ۹)

ہم ان کے دکھے ہوئے دل کو اور زیادہ دکھی کرنا نہیں چاہتے اور بطور تعزیت کے یہ مصرعہ ان کی خدمت میں پیش کرتے ہیں:

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

اور دعا کرتے ہیں کہ اس ناکامی پر اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے۔

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْهُمْ تَسْحِيقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے

سیٹنگ و ڈیزائننگ۔ خلیفہ رواح الدین احمد